اللہ رے یہ وُسعتِ آثارِ مدینہ
عالَم میں ہیں پھیلے ہُوئے انوارِ مدینہ
جامعہ مدنیہ جدید کا ترجمان
علمی دینی اور اِصلاحی مجلہ
انوارِ مدینہ
لاہور
بیاد
عالِم ربانی محدثِ کبیر حضرة مولانا سیّد حامد میاں
بانیٔ جامعہ مدنیہ جدید
ستمبر ۲۰۱۷ء

ماہنامہ

انوار مدینہ

شمارہ : ۹	ذی الحجہ ۱۴۳۸ھ / ستمبر ۲۰۱۷ء	جلد : ۲۵

سیّد محمود میاں	سیّد مسعود میاں
مُدیر اعلیٰ	نائب مُدیر

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ 25 روپے......سالانہ 300 روپے
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ 50 ریال
بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ 13 امریکی ڈالر
برطانیہ، اَفریقہ .... سالانہ 13 ڈالر
اَمریکہ .... سالانہ 16 ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ اور اِی میل ایڈریس
www.jamiamadniajadeed.org
E-mail: jmj786_56@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور
اکاؤنٹ نمبر انوارِ مدینہ
0954-020-100-7914-2
مسلم کمرشل بنک کریم پارک برانچ راوی روڈ لاہور (آن لائن)
رابطہ نمبر : 0333-4249302
جامعہ مدنیہ جدید : 042 - 35399051
خانقاہِ حامدیہ : 042 - 35399052
موبائل : 0333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع وناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر
دفتر ماہنامہ ''اَنوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۴
درسِ حدیث	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب ؒ	۷
حیاتِ مسلم	حضرت اقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحب ؒ	۱۰
عید، مستحباتِ عید، تعلیمِ دین اور مدارس کی اہمیت	حضرت اقدس مولانا سیّد حسین احمد صاحب مدنی ؒ	۱۹
تبلیغِ دین	حجۃ الاسلام حضرت اِمام غزالی ؒ	۲۲
مسواک کے فضائل اور اُس کی برکات	حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب سہارنپوری ؒ	۲۷
دل کی حفاظت	حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری	۴۰
محرم الحرام کی فضیلت	حضرت مولانا مفتی سیّد عبدالکریم صاحب ؒ	۵۳
خاتونِ جنت سیّدہ فاطمہ زہراء ؓ کی عفت مآبی خواتین اسلام کے لیے مثالی نمونہ	حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری	۵۵

انتباہ

جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ کے پرانے فون نمبر تبدیل ہوگئے ہیں

اور نئے نمبر درج ذیل ہیں قارئین کرام نوٹ فرمالیں

+92 - 42 - 35399051

+92 - 42 - 35399052

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ !

وطنِ عزیز اپنے قیام سے لے کر تا حال بحرانوں سے دوچار چلا آرہا ہے اور ہر بحران پہلے سے بڑے بحران کو جنم دے رہا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ملک کے اساسی ادارے اپنی ذمہ داریاں پوری نہیں کر پا رہے عام طور پر شخصی غلطیوں کے نقصانات قابلِ تلافی ہوتے ہیں لیکن اداروں اور جماعتوں میں افراد کی اکثریت اگر ایسے لوگوں پر مشتمل ہو جن کے پیشِ نظر اپنا ذاتی مفاد ہو بس، یا وہ بیرونی قوتوں کے اشاروں پر چلتے ہوئے ملک و مذہب دونوں ہی کی بنیادیں کھوکھلی کرنے پر تلے ہوئے ہوں تو پھر اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے بحرانوں پر قابو پانا کسی کے بس کی بات نہیں کیونکہ ان کی اکثریت اور ان کا اثر و رسوخ اداروں کا پہیہ جام کر دیتے ہیں وہ پھر گھومتا ہے تو ان ہی کی مرضی سے اور رُخ لیتا ہے تو ان ہی کا من پسند، اس کا رُخ درست کرنے کی جب بھی کوئی کوشش کی جاتی ہے تو وہ اس کو روک دیتے ہیں اداروں کے علاوہ جتنی بڑی سیاسی پارٹیاں ہیں اُن میں بھی ان کی بھرمار ہے قادیانی ہوں یا آغا خانی ہر کوئی ان کی پارٹی میں شریک ہو سکتا ہے بڑا عہدہ حاصل کر سکتا ہے اس کو پارٹی کی طرف سے

انتخابات میں حصہ لینے کے لیے ٹکٹ جاری کیا جاتا ہے بلکہ ٹکٹ تقسیم کرنے کی اہم ترین ذمہ داری بھی اس کو دے دی جاتی ہے اس کی پسند و ناپسند پر الیکشن میں حصہ لیا جا سکتا ہے یہی لوگ وزیر و مشیر بن کر اپنے مذموم مقاصد پر بڑی آسانی سے عمل کرتے کراتے ہوئے مزید بحرانوں کا باعث بنتے ہیں، حد تو یہ ہے کہ یہ قادیانی و آغا خانی ان پارٹیوں کے صدر بھی بن سکتے ہیں ان پارٹیوں کے دستور میں ان عہدوں کے لیے اسلام یا مسلمان ہونے کی پابندی نہیں ہے، اس سے بھی بڑی خرابی یہ ہے کہ یہی غیر مسلم اپنے ''کفر'' کی شناخت کو چھپا کر بلکہ اپنے کو ''مسلمان'' ظاہر کر کے ان تمام پارٹیوں میں اپنے مذموم مقاصد کو عملی جامہ پہناتے ہوئے اسلام کے نام پر قائم ہونے والے وطنِ عزیز میں اسلام اور مسلمانوں ہی کے خلاف برسرِ پیکار ہیں۔

پاکستان کی سب سے بڑی مذہبی و سیاسی جماعت ''جمعیت علماء اسلام'' ملک کی واحد جماعت ہے جس میں اپنی شناخت چھپا کر بڑا عہدہ تو کیا صرف بنیادی رکنیت بھی حاصل کرنا قابلِ معافی جرم ہے البتہ اپنی شناخت ہندو، سکھ، عیسائی، یہودی ظاہر کرتے ہوئے جمعیت علماء اسلام میں داخل ہو کر پُر امن سیاسی عمل کے ذریعہ اقلیتوں کے جائز حقوق کی جدو جہد میں ماسوا مرزائیوں کے ہر مذہب والا حصہ لے سکتا ہے کیونکہ مرزائیوں اور قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ

''مرزا غلام احمد قادیانی پر جو ایمان نہیں رکھتا وہ مسلمان نہیں بلکہ کافر ہے۔''

اس کا مطلب یہ ہوا کہ پوری دنیا میں مرزا غلام احمد قادیانی ملعون کے چند لاکھ پیروکار قادیانیوں کے سوا پورا عالم اسلام کافر ہے اور بزعم خود وہ تن تنہا مسلمان ہیں جبکہ یہ بھی حقیقت ہے کہ ان کے اہم مراکز اسرائیل، بھارت، امریکہ اور برطانیہ جیسے کافر ممالک میں واقع ہیں، عالمِ اسلام میں سر چھپانے کی ان کے لیے کوئی جگہ نہیں۔

سازشی عناصر سے پاک سیاسی قوت ہی ملک و قوم کی مذہبی ناموس، نظریاتی و جغرافیائی حدود کی حفاظت کر سکتی ہے ایسی ہی جماعت بحرانوں کی نوعیت بھی سمجھ سکتی ہے اور ان پر قابو پا کر ملک و قوم کی تیز رفتار ترقی کا بیڑا بھی اُٹھا سکتی ہے۔ قومی جماعت جمعیت علماء اسلام بجا طور پر پاکستانی قوم کی قیادت

کرتے ہوئے موجودہ بحرانوں پر نہ صرف قابو پا سکتی ہے بلکہ ملک کو تیز رفتار ترقی کی راہ پر گامزن کر کے پورے عالم اسلام کی تقویت کا ذریعہ بھی بن سکتی ہے

اللہ تعالیٰ پاکستانی قوم کو صحیح سیاسی بصیرت عطا فرمائے جس کی روشنی میں انجام پانے والے فیصلے عالمِ اسلام کی حفاظت اور غلبہ کا ذریعہ بنیں، آمین۔

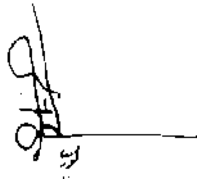

نَوَّلِیْ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا — درسِ حدیث — عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

حضرت اقدس پیرو مرشد مولانا سیّد حامد میاں صاحب ؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدس ؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرتِ اقدس ؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے، آمین۔

گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

جنابِ سرورِ کائنات علیہ الصلٰوۃ والسلام نے رہنے سہنے اور ملنے جلنے کے جو آداب بتلائے ہیں اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب کسی کے پاس جاؤ تو اِجازت کے بغیر اندر داخل نہ ہو پہلے اجازت طلب کرو اجازت مل جائے تو فبہا ورنہ واپس آجاؤ اجازت نہ ملنے کی وجہ سے خفا نہ ہو برا نہ مانو قرآنِ کریم میں ہے ﴿ اِنْ قِیْلَ لَکُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا ﴾ اگر تم سے کہا جائے کہ واپس ہو جاؤ تو لوٹ آؤ اجازت تین بار طلب کرو، تین دفعہ اجازت چاہنے پر پھر بھی اگر اجازت نہ ملے تو اُسے مجبور سمجھو اور دل میں کسی طرح کا میل نہ لاؤ۔

اس حدیث میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس ایک دفعہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تشریف لائے اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے پیغام پہنچا کہ وہ آپ کو یاد فرما رہے ہیں، فرماتے ہیں میں چلا گیا تین مرتبہ سلام کیا مگر اندر سے کوئی جواب نہ ملا اس لیے میں واپس لوٹ آیا، (بعد میں ملاقات ہوئی تو) حضرت عمر ؓ نے دریافت فرمایا کہ (اُس روز) آپ کیوں نہیں آئے ؟ آپ نے جواب دیا کہ میں تو آیا تھا تین دفعہ دروازے کے باہر آکر سلام کیا

(یعنی تین بار اجازت چاہی) مگر آپ نے جواب نہیں دیا اس لیے واپس لوٹ آیا (کیونکہ) مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اِذَا اسْتَئْذَنَ اَحَدُکُمْ ثَلَاثًا فَلَمْ یُؤْذَنْ لَهٗ فَلْیَرْجِعْ [1] ''اگر تم میں سے کسی کو تین دفعہ اجازت چاہنے سے اجازت نہ ملے تو واپس ہو جائے۔'' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا کہ اس پر کوئی گواہ پیش کرو، چھوٹی عمر کے ایک صحابی حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ان کے ساتھ حضرت عمرؓ کے پاس چلا گیا اور (اس حدیث کی) گواہی دی۔

ایک مرتبہ حضرت صفوان بن اُمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے (ماں شریک) چھوٹے بھائی حضرت کلدہ کو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں کچھ تحائف دے کر بھیجا، آپ اُس وقت ایک وادی میں اُونچی جگہ تشریف فرما تھے، حضرت کلدہ فرماتے ہیں کہ جب میں آنحضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو نہ سلام کیا اور نہ ہی اجازت طلب کی، اس پر آپ نے فرمایا اِرْجِعْ فَقُلْ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ أَاَدْخُلُ [2] یعنی واپس جاؤ اور پھر یہ کہو ''السلام علیکم'' کیا میں داخل ہو سکتا ہوں ؟ مطلب یہ ہے کہ سلام کرو اور اندر آنے کی اجازت طلب کرو گویا آپ کو یہ پسند نہ تھا کہ کوئی کسی سے بغیر سلام کہے ملے اور اجازت حاصل کیے بغیر اُس کے پاس جائے۔

آپ نے جہاں اُمت کو ان باتوں کی تعلیم فرمائی وہاں خود بھی ان پر عمل فرماتے رہے خود ایسے موقعوں پر اجازت طلب فرماتے اور سلام کرتے، آپ جب کہیں تشریف لے جاتے تو دروازے کے بالکل سامنے کھڑے نہیں ہوتے تھے بلکہ ایک طرف کو ہو کر کھڑے رہتے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ دروازے میں درازیں ہوں اور اچانک اندر نظر چلی جائے یا ہو سکتا ہے کہ دروازہ کھل جائے اور کھلتے ہی کسی کا سامنا ہو جائے اس لیے آپ خود بہت احتیاط رکھتے تھے۔

ایک تابعی حضرت عطاء ابن یسار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ کیا میں اپنی والدہ سے بھی اجازت حاصل کروں ؟ (اس آدمی کے گھر میں ان کی والدہ

---

[1] مشکوۃ شریف کتاب الاداب رقم الحدیث ۴۶۶۷ [2] مشکوۃ شریف رقم الحدیث ۴۶۷۱

رہتی تھی اس لیے دریافت کیا کہ جبکہ گھر میں میری والدہ کے علاوہ اور کوئی نہیں تو کیا پھر بھی اجازت حاصل کرنے کی ضرورت ہے ؟) آپ نے فرمایا ہاں، پھر بھی اجازت چاہو !

اُس نے پھر عرض کیا کہ میں تو ہمیشہ گھر میں ان کے ساتھ رہتا ہوں ! !

آپ نے جواب میں پھر ارشاد فرمایا کہ اجازت حاصل کرو۔

اُس نے پھر عرض کی کہ اِنِّیْ خَادِمُھَا میں تو اپنی والدہ کا خادم ہوں یعنی ہر وقت ہی ان کے کام کرتا رہتا ہوں ! ! !

آپ نے پھر فرمایا کہ تمہیں اجازت حاصل کرنی چاہیے اور آپ نے انہیں ایسی عجیب طرح سمجھایا کہ وہ فوراً مان گئے فرمایا کہ اَتُحِبُّ اَنْ تَرَاھَا عُرْیَانَۃً [۱] یعنی کیا تم اُسے ننگا دیکھنا پسند کرو گے ؟ یعنی ہوسکتا ہے کہ وہ نہا رہی ہو یا کپڑے بدل رہی ہو اور تم بے کھنکارے یا بغیر زمین پر زور سے پاؤں مارے یا بغیر آواز دیے داخل ہو تو وہ عریانی کی حالت میں ہو، اُنہوں نے عرض کیا نہیں میں اپنی والدہ کو ننگا دیکھنا پسند نہیں کرتا، آپ نے فرمایا بس پھر اجازت حاصل کرو اجازت کے بغیر اندر داخل نہ ہوا کرو کیونکہ جس طرح غیر کا اجازت کے بغیر اندر جانے میں بے پردگی یا دوسری خرابیوں کا اندیشہ ہے اسی طرح ہمیشہ رہنے والوں اور خاموں کے اجازت کے بغیر جانے میں بھی بے پردگی وغیرہ کا خدشہ ہے اس لیے اجازت چاہنی ضروری امر ہے البتہ اپنے گھر میں داخل ہونے کے لیے کھنکارنا یا زور سے پاؤں مارنا وغیرہ بھی کافی ہے جس سے یہ اندازہ ہو جائے کہ اندر داخل ہونے ہی والے ہیں تاکہ اگر کوئی اور پردہ والی عورت بھی گھر میں آئی ہوئی ہو تو گھر والے منع تو کر سکیں اور بے پردگی نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو سرورِ کائنات ﷺ کے بتلائے ہوئے طریقوں پر عمل کرنے کی توفیق بخشے آخرت میں آنحضرت ﷺ کا ساتھ نصیب کرے۔ [۲]

وَصَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

---

[۱] مشکوۃ شریف رقم الحدیث ۴۶۷۴ . [۲] بحوالہ ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۷/ مارچ ۱۹۶۹ء

علمی مضامین سلسلہ نمبر۱۴ قسط : ۹، آخری

''خانقاہِ حامدیہ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے محدث، فقیہ، مؤرخ، مجاہد فی سبیل اللہ، مؤلف کتب کثیرہ شیخ الحدیث حضرت اَقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم مضامین جو تا حال طبع نہیں ہو سکے اُنہیں سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جبکہ اُن کی نوع بنوع خصوصیات اِس بات کی متقاضی ہیں کہ اِفادۂ عام کی خاطر اُن کو شائع کر دیا جائے۔ اِسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اَخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

حیاتِ مسلم

پیدائش سے وفات تک سنن مستحبات، بدعات و مکروہات

﴿ شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمد میاں صاحبؒ ﴾

مزارات پر حاضری :

آنحضرت ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے :

كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ الْاٰخِرَةَ. (ابن ماجہ)

''میں نے تم کو زیارتِ قبور سے منع کیا تھا اب وہ ممانعت نہیں ہے لہٰذا زیارت کر سکتے ہو کیونکہ قبریں آخرت کو یاد دلاتی ہیں۔''

ارشادِ گرامی میں جس طرح زیارت کی اجازت دی مقصد بھی ظاہر فرما دیا کہ قبر دیکھ کر آخرت یاد آتی ہے اس مقصد کے لیے عورتوں کو بھی اجازت ہے لیکن جو عورتیں چراغ جلانے یا منت وغیرہ کا مقصد لے کر جاتی ہیں وہ شرعًا ناجائز ہے ان کو آنحضرت ﷺ نے ''زَوَّارَاتُ الْقُبُوْرِ'' سے تعبیر فرمایا کہ ان کی زیارت حد سے بڑھی ہوئی ہے اور ان پر لعنت فرمائی :

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ لَعَنَ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ. ۱؎ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لعنت بھیجی زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ پر۔

آدابِ زیارت :

قبریں نظر پڑیں تو کہو : اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْشَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ. اَسْأَلُ اللّٰہُ تَعَالٰی لِیْ وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ. ۲؎ یہ مختصر دعا ہے اور یہی دعائیں احادیث میں مروی ہیں۔

(۲) جس قدر ممکن ہو کلام اللہ شریف کی تلاوت کرو آنحضرت ﷺ نے یٰسین پڑھنے کی فضیلت بیان فرمائی ہے، یہ بھی روایت ہے کہ جو شخص سورہ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھ کر اُس کا ثواب مُردوں کو بخش دے تو جتنے مُردے وہاں مدفون ہیں اُن کی تعداد کے بموجب پڑھنے والے کو ثواب ملے گا۔ ۳؎

قبرستان کی گھاس یا درخت اُکھاڑنا یا کاٹنا بھی جائز نہیں ہے البتہ سوکھی گھاس کاٹ سکتے ہیں۔ ۴؎

ممنوعات اور مکروہات

(۱) قبر پر چراغ جلانا :

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی قبروں پر جانے والی عورتوں پر (جن کے سامنے زیارتِ قبور کا اصل مقصد نہیں ہوتا، منت ماننگے چڑھاوا چڑھانے جیسے کاموں کے لیے جاتی ہیں) اور لعنت فرمائی آنحضرت ﷺ نے اُن پر جو قبروں پر مسجد بناتے ہیں اور اُن پر جو قبروں پر چراغ رکھتے ہیں۔

قبروں پر چراغ رکھنا بھی ممنوع اور باعثِ لعنت ہے کہ اِس سے کوئی فائدہ نہیں بے موقع اور بلاضرورت خرچ ہے جو جائز نہیں یا قبر کی یا میت کی ایسی تعظیم ہے جس کی شریعت اجازت نہیں دیتی تو اس سے چادر وغیرہ چڑھانے کا بھی حکم معلوم ہو گیا کہ وہ بھی ممنوع اور باعثِ لعنت ہے کیونکہ وہ بھی اسراف ہے اور چادر چراغ سے زیادہ قیمتی ہوتی ہے تو یہ زیادہ اسراف ہے اور اس میں قبر یا میت کی

۱؎ احمد، ترمذی، ابن ماجه، مشکوة ۲؎ فتح القدیر ج ۱ ص ۴۷۳ ۳؎ دُرمختار ۴؎ درمختار

زیادہ تعظیم ہے جس کی شریعت نے ہدایت نہیں کی چنانچہ آنحضرت ﷺ یا خلفاءِ راشدین رضی اللہ عنہم یا اور صحابہ کرامؓ اِن میں سے کسی کے مزارِ مقدس پر کبھی بھی چادر نہیں چڑھائی گئی۔

(۲) قبر کو تبرکًا چھونا بوسہ دینا چہرہ ملنا وغیرہ :

فِیْ شَرْحِ عَیْنِ الْعِلْمِ لِلْقَارِیْ وَلَا یَمَسُّ اَیِ الْقَبْرَ وَلَا التَّابُوْتَ وَلَا الْجِدَارَ فَوَرَدَ النَّھْیُ عَنْ مِثْلِ ذَالِكَ لِقَبْرِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَکَیْفَ بِقُبُوْرِ سَائِرَالْاَنَامِ وَلَا تُقَبِّلُ فَاِنَّہٗ زِیَادَۃٌ عَلَی الْمَسِّ فَھُوَ اَوْلٰی وَالتَّقْبِیْلُ مُخْتَصٌّ بِالْحَجَرِ الْاَسْوَدِ وَبِاَیْدِیْ الْاَنْبِیَاءِ وَالْعُلَمَاءِ وَالصُّلَحَاءِ (انتھی) وَفِی الْاِحْیَاءِ لَا یَمَسُّ الْقَبْرَ وَلَا یَتَقَبَّلُ.

وَفِی الْجَامِعِ الصَّغِیْرِ لِلسُّیُوْطِیْ زُرِ الْقُبُوْرَ تُذَکِّرُ الْاٰخِرَۃَ وَاغْسِلُ الْمَوْتٰی فَاِنَّ مُعَالَجَۃَ جَسَدٍ خَاوٍ مَوْعِظَۃٌ بَلِیْغَۃٌ وَصَلِّ عَلَی الْجَنَازَۃِ لَعَلَّ ذَالِكَ یُحْزِنُكَ فَاِنَّ الْحَزِیْنَ فِیْ ظِلِّ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ . عن ابی ذر انتھی.

وَقَالَ الْمَنَاوِیُّ فِیْ شَرْحِہِ الْمُخْتَصَرِ وَنُدِبَ زِیَارَۃُ الْقُبُوْرِ اَیْ لِلرِّجَالِ وَتَغْسِیْلُ الْمَوْتٰی وَلٰکِنْ لَا یَمَسُّ لِقَبَرٍ وَلَا یُقَبِّلُہٗ فَاِنَّہٗ عَادَۃُ النَّصَارٰی (انتھی). وَقَالَ الْمَنَاوِیُّ فِیْ شَرْحِہٖ فِیْ مَوْضَعٍ اٰخَرَ فِیْ شَرْحِ حَدِیْثٍ " کُنْتُ نَھَیْتُ عَنْ زِیَارَۃِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْھَا " اَیْ بِشَرْطِ اَنْ لَّا یَقْتَرِنَ بِذَالِكَ تَمَسُّحٌ بالْقَبْرِ وَتَقْبِیْلُہٗ فَاِنَّہٗ کَمَا قَالَ السُّبْکِیُّ بِدْعَۃٌ مُنْکَرَۃٌ. انتھی.[۱]

''ملا علی قاریؒ کی مشہور اور مقبول کتاب ''شرح عین العلم'' میں ہے کہ کوئی بھی قبر ہو اُس کو (تبرک کی نیت سے) چھونا جائز نہیں ہے نہ تابوت کو نہ مزار کی دیوار کو کیونکہ آنحضرت ﷺ کے مزارِ مقدس پر اِس جیسے کاموں کے کرنے سے ممانعت وارد ہوئی تو باقی مخلوق (اولیاء اللہ اور شہداء) کی قبروں پر اِس جیسی حرکتوں کی اجازت کیسے ہوسکتی ہے ؟

اور قبر کو بوسہ بھی نہ دیا جائے کیونکہ بوسہ دینے میں بہ نسبت چھونے کے احترام زیادہ

---

[۱] مأۃ مسائل از حضرت شاہ اسحاق صاحبؒ ص ۲۸

ہی ہوتا ہے تو اِس کی ممانعت بدرجہ اولیٰ ہوگی اور بوسہ دینا حجرِ اسود اور انبیاء، علماء اور صلحاء کے ہاتھ کے ساتھ مخصوص ہے، احیاء العلوم میں ہے کہ قبر کو نہ چھویا جائے نہ اُس کو بوسہ دیا جائے۔

اور علامہ سیوطیؒ کی جامع صغیر میں ہے ''قبر کی زیارت کرو یہ آخرت کو یاد دلاتی ہے اور میت کو غسل دو کیونکہ ایسے بدن کی خدمت کرنا جو رُوح سے خالی ہو چکا ہے پُر تاثیر وعظ ہے اور جنازہ کی نماز پڑھو شاید تمہارے دل میں غم پیدا ہو اور جس کے دل میں غم اور درد ہو وہ اللہ کے سایہ میں ہوگا قیامت کے روز۔''

مناویؒ نے اپنی شرح مختصر میں فرمایا ہے کہ زیارتِ قبور مستحب ہے یعنی مردوں کے لیے اور ایسے ہی مردوں کو غسل دینا (مستحب ہے) لیکن قبر کو نہ چھوئے نہ اُس کو بوسہ دے کیونکہ یہ عیسائیوں کی عادت ہے۔

اور شرح مختصر میں دوسری جگہ حدیث کُنْتُ نَهَيْتُكُمْ کے تحت میں یہ ہے کہ مزارات پر جانا چاہیے یعنی اِس شرط کے ساتھ کہ قبر کو چھونے اور بوسہ دینے کی حرکت شامل نہ ہو کیونکہ بقول علامہ سُبکیؒ یہ بدعتِ منکرہ ہے۔''

(۳) قبر کو سجدہ کرنا قبر کے سامنے جھکنا یا قبر کا طواف کرنا :

فِیْ شَرْحِ الْمَنَاسِكِ لِمُلَّا عَلِیِّ الْقَارِیْ وَلَا يَطُوْفُ اَیْ وَلَا يَدُوْرُ حَوْلَ الْبُقْعَةِ الشَّرِيْفَةِ لِاَنَّ الطَّوَافَ مِنْ مُخْتَصَّاتِ الْكَعْبَةِ الْمُنِيْفَةِ فَيَحْرُمُ حَوْلَ قُبُوْرِ الْاَنْبِيَاءِ وَ الْاَوْلِيَاءِ وَلَا عِبْرَةَ بِمَا يَفْعَلُهُ الْجَهَلَةُ وَلَوْكَانُوْا فِیْ صُوْرَتِ الْمَشَائِخِ وَالْعُلَمَاءِ. وَلَايَنْحَنِیْ وَلَا يُقَبِّلُ الْاَرْضَ فَاِنَّهٗ اَیْ كُلُّ وَاحِدٍ بِدْعَةٌ اَیْ غَيْرُ مُسْتَحْسَنَةٍ فَيَكُوْنُ مَكْرُوْهًا وَاَمَّا السَّجْدَةُ فَلَا شَكَّ اَنَّهَا مُحَرَّمَةٌ فَلَا يَغْتَرُّ الزَّائِرُ بِمَا يَرٰی مِنْ فِعْلِ الْجَاهِلِيْنَ بَلْ يَتَّبِعُ الْعُلَمَاءَ الْعَامِلِيْنَ وَلَا يُصَلِّی اِلَيْهِ اَیْ جَانِبَ قَبْرِهٖ فَاِنَّهٗ حَرَامٌ بَلْ يُفْتٰی بِكُفْرِهٖ اِنْ اَرَادَ عِبَادَتَهٗ وَتَعْظِيْمَ قَبْرِهٖ. انتهٰی. وَفِی النَّهْرِ هٰكَذَا

فِی الْبَحْرِ الرَّائِقِ وَالْکِفَایَةِ حَاشِیَةِ الْھِدَایَةِ.

وَفِیْ نِصَابِ الْاِحْتِسَابِ اِذَا سَجَدَ لِغَیْرِ اللّٰہِ یُکَفَّرُ لِاَنَّ وَضْعَ الْجَبْھَةِ عَلَی الْاَرْضِ لَا یَجُوْزُ اِلَّا لِلّٰہِ تَعَالٰی .[1]

وَفِی الْحَمَّادِیَّةِ اِذَا سَجَدَ لِغَیْرِ اللّٰہِ یُکَفَّرُ لِاَنَّ وَضْعَ الْجَبْھَةِ عَلَی الْاَرْضِ لَا یَجُوْزُ اِلَّا لِلّٰہِ تَعَالٰی.عَنْ رَوْضَةِ الْعُلَمَاءِ اَنَّ السَّجْدَةَ لَا تَحِلُّ اِلَّا لِلّٰہِ. [2] وَاَیْضًا فِی الْحَمَّادِیَّةِ التَّوَاضُعُ لِغَیْرِ اللّٰہِ حَرَامٌ وَاِذَا سَجَدَ لِغَیْرِ اللّٰہِ مُعْتَقِدًا حَقِیْقَةً کَفَرَ.[3]

''ملا علی قاری رحمہ اللہ کی شرح مناسک میں ہے کہ مدینہ طیبہ کی حاضری کے وقت بقعہ شریفہ مزارِ مقدس کے گرد نہ گھوما جائے کیونکہ گرد گھومنا (طواف کرنا) مخصوص ہے کعبہ شریف کے ساتھ لہٰذا انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کی قبروں کا طواف کرنا حرام ہے اور یہ جو جاہل لوگ کرتے ہیں خواہ وہ مشائخ اور علماء کی صورت بنائے ہوئے ہوں اُس کا اعتبار نہیں ہے (کیونکہ حرام فعل کسی شیخ یا پیر کے کرنے سے حلال اور جائز نہیں ہوجاتا)۔ نہ قبر کے سامنے جھکے نہ وہاں زمین کو بوسہ دے یہ کام بدعتِ قبیحہ ہیں پس مکروہ ہیں اور سجدہ کرنا تو اِس میں شک نہیں ہے کہ وہ حرام ہے اگر کچھ جاہل ایسا کرتے ہیں تو اُن کے فعل سے کسی زیارت کرنے والے کو دھوکا نہیں کھانا چاہیے، جاہلوں کی نہیں بلکہ باعمل علماء کی اتباع کرنی چاہیے۔

اور نہ قبر کی طرف کو نماز پڑھے کیونکہ قبر کی طرف کو نماز پڑھنا حرام ہے بلکہ اگر (معاذ اللہ) قبر کی عبادت اور قبر کی تعظیم کی نیت سے اس طرف کو نماز پڑھ رہا ہے تو اس کے کفر کا فتوی دیا جائے گا۔

نصاب الاحتساب میں ہے کہ جب غیر اللہ کو سجدہ کرے گا تو کافر ہو جائے گا کیونکہ پیشانی کو زمین پر رکھنا جائز نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ کے لیے۔

---

[1] مأۃ مسائل ص ۲۱۸ [2] مأۃ مسائل ص ۶۸، ۷۰ [3] مأۃ مسائل

فتاوی حمادیہ میں ہے کہ جب غیر اللہ کو سجدہ کرے گا تو کافر ہو جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کے لیے پیشانی کو زمین پر رکھنا جائز نہیں ہے۔

روضۃ العلماء میں ہے کہ سجدہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لیے جائز نہیں ہے نیز فتاوی حمادیہ میں ہے کہ غیر اللہ کے لیے تواضع حرام ہے اور جب عقیدت رکھتے ہوئے حقیقۃً غیر اللہ کو سجدہ کرے گا تو کافر ہو جائے گا۔''

قبروں کی بے ادبی اور قبرستان میں دنیاوی کام :

خلافِ شرع قبر کا احترام مثلاً بوسہ دینا یا اُس کے سامنے جھکنا یا سجدہ کرنا جائز نہیں ہے ایسے ہی قبر کی بے ادبی بھی جائز نہیں ہے۔

(۱) آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے : لَا تَجْلِسُوْا عَلَی الْقُبُوْرِ وَلَا تُصَلُّوْا اِلَیْھَا .
''نہ قبروں پر بیٹھو، نہ قبروں کی طرف کو نماز پڑھو۔'' (مسلم شریف)

(۲) ارشاد ہوا : کوئی انگارے پر بیٹھ جائے جس سے کپڑے جل جائیں اور کھال تک آگ پہنچ جائے یہ بہتر ہے اِس سے کہ کوئی شخص قبر پر بیٹھے۔ (مسلم شریف)

(۳) قبروں کے اُوپر چلنا :

نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَنْ تُجَصَّصَ الْقُبُوْرُ وَاَنْ یُّکْتَبَ عَلَیْھَا وَاَنْ یُّبْنٰی عَلَیْھَا وَاَنْ تُوْطَأَ. (ترمذی شریف)

''آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا اِس سے کہ قبروں کو پختہ بنایا جائے اور اِس سے کہ قبروں پر لکھا جائے اور اِس سے کہ قبروں پر تعمیر بنوائی جائے اور اِس سے کہ قبروں پر چلا جائے۔''

(۴) قبرستان میں اُس پگڈنڈی یا راستہ پر چلنا بھی درست نہیں ہے جس کے متعلق خیال ہو کہ یہاں قبریں ہوں گی۔ (کمافی الفتاویٰ البزازیہ)

وَجَدَ طَرِیْقًا فِی الْمَقْبَرَةِ وَھُوَ یَظُنُّ اَنَّہٗ مُحْدَثٌ لَا یَتَطَرَّقُ وَاِنْ لَّمْ یَقَعْ فِیْ ظَنِّہٖ فَلَا بَأْسَ بِہٖ . (بزازیہ علی الھندیہ ج ۴ ص ۱۷)

''قبرستان میں ایک راستہ دیکھا، خیال ہے یہ بنا لیا گیا ہے اُس راستہ پر نہ چلے اور اگر یہ خیال نہیں ہوتا تو اُس پر چلنے میں مضائقہ نہیں ہے۔''

قبر سے تکیہ لگا کر بیٹھنا بھی درست نہیں ہے، نہ مزار کے پاس سونا جائز ہے۔ (دُرِ مختار)

(۵) جوتے اُتار دینا :

آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو قبروں کے بیچ میں جوتے پہنے ہوئے چل رہا تھا آپ نے آواز دے کر فرمایا : يَا صَاحِبَ السِّبْتِيَّيْنِ وَيْحَكَ اَلْقِ سِبْتِيَّكَ.[۱]

''اے جوتے والے ! تیرا ناس ہو جوتے اُتار دے۔''

قبرستان کی گھاس یا درخت اُکھاڑنا یا کاٹنا جائز نہیں ہے البتہ سوکھی گھاس کاٹ سکتے ہیں۔[۲]

عرس :

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا تَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قُبُوْرًا وَلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِيْدًا وَصَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ تُبَلِّغُنِیْ حَيْثُ كُنْتُمْ.[۳]

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مت بناؤ اپنے گھروں کو قبریں اور نہ بناؤ میری قبر کو عید[۴] اور مجھ پر درود پڑھتے رہو کیونکہ تمہارا درود جہاں بھی تم پڑھو مجھے پہنچتا ہے۔''

قَالَ فِیْ مَجْمَعِ الْبِحَارِ فِیْ شَرْحِ هٰذَا الْحَدِيْثِ يَعْنِیْ قَوْلَهٗ لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِيْدًا اَیْ لَا تَجْعَلُوْا زِيَارَةَ قَبْرِیْ عِيْدًا اَوْقَبْرِیْ مَظْهَرَ عِيْدٍ . اَیْ لَا تَجْتَمِعُوا لِزِيَارَتِهٖ اِجْتِمَاعَكُمْ لِلْعِيْدِ فَاِنَّهٗ يَوْمُ لَهْوٍ وَ سُرُوْرٍ وَحَالُ الزِّيَارَةِ بِخِلَافِهٖ .كَانَ دَابُ اَهْلِ الْكِتَابِ فَاَوْرَثَهُمُ الْقَسْوَةَ اَوْمِنْ هَجِيْرِ عَبَدَةِ الْاَوْثَانِ حَتّٰى عَبَدُوا الْاَمْوَاتَ

''مجمع البحار میں اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے علامہ مصنف نے کہا ہے کہ میری قبر کو عید نہ بناؤ، اس کا مطلب یہ ہے کہ میری قبر کی زیارت کرنے کو عید نہ بناؤ یا میری قبر کو عید کا مظہر نہ بناؤ۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح عید کے روز لوگ جمع ہوا

---

[۱] ابو داؤد و ابن ماجہ بمعناہ [۲] مراقی الفلاح [۳] النسائی کذا فی المشکوۃ [۴] عرس، میلا

یا میری قبر کو عید کا مظہر نہ بناؤ۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح عید کے روز لوگ جمع ہوا کرتے ہیں اس طرح کا اجتماع نہ کرو کیونکہ عید کو تفریحی کھیل ہوتے ہیں اور خوشی کا دن ہوتا ہے اور زیارتِ قبور کا حال اِس کے برخلاف ہے کہ زیارتِ قبر خوشی کے لیے نہیں ہوتی بلکہ عبرت پکڑنے کے لیے ہوتی ہے، اہلِ کتاب کا بھی یہی طریقہ ہوگیا تھا اس نے اُن کے دلوں کو سخت کردیا تھا یا پھر بت پوجنے والوں کا طریقہ ہے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مُردوں کو پوجنے لگے۔''

وفی کتاب شجرۃ الایمان : چوں کسے در گورستان چیزے مے خورد یا مے آشامد بخُسپد یا قبر را بوسہ دہد یا سجدہ کند یا درانجا سوزانداین ہمہ مکروہ تحریمی ست۔

قال مولانا الشاہ اسحاق رحمہ اللہ : بوسہ دادن ومس کردن قبر وامجاد نمودن وضحک وقہقہہ ونوم ونزد بعضے خواندن قرآن بہ جہر۔ وغنا مجرد از آلات لہو وکلام دنیا بے فائدہ ودیگر افعال وکلام مالایعنی نمودن وخوردن واشامیدن این قسم افعال نزد قبر نمودن مکروہ ست پس ہر کہ زیارت قبر بایں طور خواہد نمود درحق اوایں افعال مکروہ خواہند شد۔ (مائۃ مسائل ص ۲۶)

کتاب ''شجرۃ الایمان'' میں ہے کہ جب کوئی شخص قبرستان میں کوئی چیز کھاتا ہے یا پیتا ہے یا سوتا ہے یا قبر کو بوسہ دیتا ہے یا سجدہ کرتا ہے یا قبرستان میں آگ جلاتا ہے، یہ تمام باتیں مکروہ تحریمی ہیں۔

حضرت شاہ اسحاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ''مائۃ مسائل'' میں تحریر فرمایا ہے کہ قبر کو بوسہ دینا، مس کرنا (تبرکاً چھونا)، قبر کے سامنے کمر جھکانا، قبرستان میں ہنسنا، قہقہہ لگانا، قبر کے پاس سونا مکروہ تحریمی ہے۔ اور بعض علماء نے قبر کے پاس قرآنِ پاک کو جہر سے پڑھنے کو بھی مکروہ فرمایا ہے، آلاتِ لہو یعنی گانے بجانے کا سامان نہ ہو تب بھی قبر کے پاس گاکر اشعار پڑھنا مکروہ ہے۔ اسی طرح قبر کے

پاس دُنیا کی بے فائدہ باتیں کرنا، کھانا پینا اور قبر کے پاس اس طرح اور کام کرنا مکروہ ہے، پس جس شخص نے قبر کی زیارت اس طرح کی کہ اِن کاموں میں سے بھی کوئی کام کرتا رہا تو یہ تمام کام مکروہ ہوں گے۔''

قَالَ الشَّیْخُ ابْنُ ھُمَامٍ وَ یُکْرَہُ النَّوْمُ عِنْدَ الْقَبْرِ وَ قَضَاءِ الْحَاجَۃِ بَلْ اَوْلٰی .

''حضرت علامہ شیخ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قبر کے پاس سونا مکروہ ہے قضاءِ حاجت بھی مکروہ ہے بلکہ بدرجہ اولیٰ مکروہ ہے۔''

وَکُلُّ مَالَمْ یَعْھَدْ مِنَ السُّنَّۃِ وَالْمَعْھُوْدُ مِنْھَا لَیْسَ اِلاَّ زِیَارَتُھَا وَالدُّعَاءُ عِنْدَھَا قَائِمًا کَمَا کَانَ یَفْعَلُ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فِی الْخُرُوْجِ اِلَی الْبَقِیْعِ وَیَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَقَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْشَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ. اَسْئَلُ اللّٰہَ تَعَالٰی لِیْ وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ. (فتح القدیر ج ۱ ص ۴۷۳)

''اور ہر ایسا کام مکروہ ہے جو احادیث سے ثابت نہیں ہے اور احادیث سے صرف زیارت کرنا اور قبر کے پاس کھڑے ہو کر مُردے کے لیے دعاء (مغفرت) کرنا ثابت ہے جیسے کہ آنحضرت ﷺ جب قبرستان بقیع میں تشریف لے جاتے تو وہاں کیا کرتے تھے جب آپ قبرستان میں تشریف لے جاتے تو فرمایا کرتے تھے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَقَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ. اَسْئَلُ اللّٰہَ تَعَالٰی لِیْ وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ.

ھٰذَا آخِرُ مَا اَرَدتُّ اِیْرَادَہٗ فِیْ ھٰذَا الْمُخْتَصَرِ﴿ اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ ، عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وِاِلَیْہِ اُنِیْبِ﴾

وَاٰخِرُدَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِخَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

اَلْعَبْدُ الضَّعِیْفُ وَالْمُفْتَقِرُ اِلٰی دُعَاءِ الْمُحِبِّیْنَ وَالْمُخْلِصِیْنَ مُحَمَّدْ مِیَاں غَفَرَاللّٰہُ لَہٗ وَلِوَالِدَیْہِ

لَیْلَۃَ الثَّامِنِ بَعْدَ الْعِشْرِیْنَ مِنْ شَعْبَانَ ۱۳۸۹ الْھِجْرِیَّۃَ و ۱۰ نوفمبر ۱۹۶۹ء

﴿ سلسلہ تقاریر نمبر ۸ ﴾

''خانقاہِ حامدیہ'' کی جانب سے اَنوارِ مدینہ میں شیخ الاسلام حضرت اقدس مولانا سیّد حسین احمد مدنی قدس سرہ العزیز کی تقاریر شائع کرنے کا اہتمام کیا جا رہا ہے حضرتؒ کے متوسلین و خدام سے اِلتماس ہے کہ اگر اُن کے پاس حضرتؒ کی تقاریر ہوں تو اِدارہ کو اِرسال فرما کر عندالناس مشکور اور عنداللہ ماجور ہوں۔ (اِدارہ)

عید، مستحباتِ عید، تعلیمِ دین اور مدارس کی اہمیت

﴿ شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد صاحب مدنیؒ ﴾

جمع کردہ : مولانا رشید الدین صاحب حمیدی

شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد صاحب مدنی قدس اللہ سرہ العزیز نے ۱۳ رمئی ۱۹۵۶ء کو ایک جلسۂ عید میں جو بانس کنڈی آسام کے مدرسہ میں منعقد ہوا تھا، تقریر کرتے ہوئے فرمایا :

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ !

آج کے دن عید مبارک ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ رمضان کی ہر رات میں ایسے بہت سے دوزخیوں کو کہ جن کے اُوپر دوزخ واجب ہو چکی تھی نجات دی جاتی ہے لیکن عید کی رات ایسی مبارک رات ہے کہ اِس رات میں اللہ تعالیٰ پورے رمضان میں جتنے دوزخیوں کو نجات دیتے ہیں اُن سب کے برابر اِس عید کی رات میں نجات دیتے ہیں ایسی مبارک رات آج ختم ہوگئی، آج کے مبارک دن میں ہر گلی اور کوچہ میں فرشتے گھومتے پھرتے اور روزہ داروں کے لیے دعا کرتے ہیں۔

مسلمان کے دو تہوار ہیں ایک ''عید الفطر'' اور دوسرے ''عید الاضحیٰ''

فجر کے بعد غسل کر کے نیا یا اچھا کپڑا پہن کر خوشبو لگا کر تکبیر پڑھتے ہوئے عیدگاہ جانا چاہیے، یہ نماز واجب ہے بغیر عذر کے چھوڑنا گناہ ہے۔

''فطرہ'' دینا ہر مسلمان کے لیے جس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی ضروریات کے بعد گھر میں ہو تو اُن کو اپنی جانب سے اور چھوٹے بچوں کی جانب سے فطرہ دینا واجب ہے، فطرہ غریبوں یا مدرسہ کے مستحق طلباء کو دینا چاہیے، بیوی اور بالغ بچہ کی طرف سے فطرہ دینا واجب نہیں ہے اگر دے تو یہ احسان ہے۔

آج کے دن اللہ تعالیٰ کا بے حد ذکر کرنا اور اُس کو یاد کرنا چاہیے اور اپنی خوشی کا اظہار کرنا چاہیے، عید کی نماز سے فراغت کے بعد سیدھے قبرستان جانا مستحب ہے۔ تین مرتبہ سورۂ فاتحہ اور بارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کر مُردوں اور اپنے بزرگوں کو بخشنا چاہیے، گھر لوٹ کر شریعت اور خدا کی رضا کے مطابق کام کرتے رہنا چاہیے۔ (حضرت قدس اللہ سرہ العزیز نے دونوں خطبوں کے درمیان میں یہ مسائل سمجھائے، دوسرے خطبہ سے فراغت کے بعد مدرسہ کے طلباء کو مشکوۃ شریف شروع فرمائی اس کے بعد ایک مختصر سی تقریر فرمائی آپ نے فرمایا کہ) ابھی ابھی میں نے آپ کے سامنے مشکوۃ شریف کا درس دیا ہے، یہ وہ علم ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں پھیلانے کے لیے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا، الحمد للہ اُس زمانے سے لے کر اب تک یہ جاری و ساری ہے یہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اُس کی رضا حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے، میں چاہتا ہوں کہ ''بانسکنڈی'' دین کا عظیم الشان مرکز بن جائے اور اِس کی روشنی آسام اور آسام ہی نہیں بلکہ سارے ہندوستان میں پھیل جائے، اگر آپ حضرات دامے درمے قدمے سخنے مدد کریں گے تو اِنشاء اللہ یہ مدرسہ بہت جلد ایک پختہ عمارت میں تبدیل ہو جائے گا، دنیا میں بڑی بڑی یونیورسٹیاں اور بڑے بڑے کالج ہیں لیکن وہ سب دنیا گزارنے اور دنیاوی عزت حاصل کرنے کے لیے ہیں، آخرت کی عزت سب سے بڑی اور ہمیشہ رہنے والی عزت ہے، آخرت میں دو چیزیں ہیں یا تو آرام ہی آرام یا پھر تکلیف ہی تکلیف، جس شخص نے نبی کا راستہ اختیار کیا اُس کے لیے راحت اور آرام ہے اور جس نے شیطان کا راستہ اختیار کیا اُس کے لیے جہنم ہے، سب اہلِ کچھار کو خصوصًا اور اہلِ آسام کو عمومًا اِس مدرسہ کی طرف توجہ دلاتا ہوں اور ان کو ایک بہت بڑی خوشخبری سناتا ہوں کہ رمضان شریف میں بہت سے ایسے لوگوں نے جن کے اُوپر مجھ کو پوری طرح

اعتماد ہے خواب دیکھا ہے کہ حضور ﷺ تشریف لائے ہیں اور یہاں کے تمام کمروں میں گھومتے پھر رہے ہیں اور اپنی خوشی کا اظہار فرمارہے ہیں، میرے پاس ان سے کئی ایک کے خوابوں کے پرچے محفوظ ہیں اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کی خصوصی توجہ بانسکنڈی کے مدرسہ کی جانب ہے اور یہ خواب صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ شیطان حضور ﷺ کی شکل وصورت میں نہیں آسکتا تو یہ بات بہت خوشی کی ہے، اس علم کا مقصد پیٹ بھرنا نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اُس کی محبت اور اُس کے بتلائے ہوئے راستہ کو حاصل کرنا ہے، اس مدرسہ کے علماء کوئی معمولی نہیں ہر ایک اپنے فن میں مہارت رکھتا ہے مگر تیس چالیس روپیہ اِن کو ملتے ہیں اور اِسی میں یہ کس طرح گزارہ کرتے ہیں، آپ حضرات کی توجہ کی بے انتہا ضرورت ہے اس مدرسہ کو جلد سے جلد آگے بڑھائیے اور ترقی دیجیے اس میں جو کچھ آپ دیں گے وہ آخرت میں کام آنے والا ہے اور اللہ کے غضب اور غصہ کو مٹانے والا ہوگا، احادیث میں آیا ہے کہ جب آدمی مرجاتا ہے تو اُس کے تمام اعمال منقطع ہوجاتے ہیں مگر تین چیزیں ایسی ہیں کہ جن کا ثواب مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے ایک صدقہ جاریہ، دوسرے اولادِ صالح، تیسرے آخرت کا علم۔ اگر آپ مرنے کے بعد سڑگل بھی جائیں تو بھی ثواب ملتا رہے گا، فرمایا حضور ﷺ نے کہ جس شخص نے میری سنت اور میرے علم کو زندہ کیا اُس نے گویا مجھ کو زندہ کیا۔

تو میرے بھائیو اور بزرگو ! اس کی طرف بہت زیادہ توجہ کی ضرورت ہے، یہ چیز دارین میں کام آنے والی ہے آپ حضرات اِس میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں اور اس کام کو ایک بہت ضروری اور اہم کام سمجھ کر کریں، انشاء اللہ بہت جلد یہاں سے علم کا ایک زبردست نور پھیلے گا جس کی شعائیں سارے عالم کو منور کردیں گی۔ ✿✿✿

جامعہ مدنیہ جدید کے اُستاذ الحدیث حضرت مولانا محمد حسن صاحب مدظلہم اور مولانا اظہار الحق صاحب حج کی سعادت کے لیے حرمین شریفین تشریف لے گئے۔

قسط : ۹

تبلیغِ دین

﴿ حجۃ الاسلام حضرت اِمام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

حَامِدًا وَّ مُصَلِّیًا ! اِس زمانے میں اَجزائے دین میں سے اَخلاقِ حسنہ کو عوام نے اِعتقادًا اور خواص نے عمدًا چھوڑ دیا ہے اِس سے جو مفاسدِ دینیہ اور دُنیویہ پیدا ہورہے ہیں اُس کا یہی علاج ہے کہ اِس کی تعلیم اور اِس کی تنبیہ کی جائے چنانچہ سلف نے اِس میں مختلف و متعدد کتابیں لکھی ہیں اُن سب میں جامع اور آسان تصنیف حجۃ الاسلام حضرت اِمام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے ، اُن میں رسالہ ''اَربعین'' یعنی ''تبلیغ دین'' مختصر اور آسان ہے اَکابرین خصوصیت کے ساتھ اپنے مریدین کو اِس کتاب کے پڑھنے کا اِرشاد فرماتے تھے اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے حضرت مولانا عاشق اِلٰہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کہ اُنہوں نے اِس کتاب کا اُردو ترجمہ نہایت خوبی کے ساتھ انجام دیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ظاہر اور باطن کی اِصلاح کی توفیق عطا فرمائے اور اِس کو نافع اور مقبول بنائے ، خانقاہِ حامدیہ کی طرف اِسے نذرِ قارئین کیا جا رہا ہے۔ (اِدارہ)

اعمالِ ظاہری کے دس اُصول

(۹) نویں اصل ...... امر بالمعروف و نہی عن المنکر (نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا) :

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''تم میں کچھ لوگ ایسے بھی ہونے چاہئیں جو نیکی کی جانب بلائیں اور اچھے کام کا حکم کریں برائیوں سے منع کریں یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔''

واعظوں کی بے پروائی معصیت ہے :

حدیث میں آیا ہے کہ ''جب لوگ معصیت میں مبتلا ہو جائیں اور ان میں ایسے لوگ بھی موجود ہوں جو ان کو معصیت سے روک سکتے ہیں مگر وہ کاہلی کریں اور ان کو معصیت سے منع نہ کریں تو اللہ تعالیٰ ان پر عذاب جلد نازل فرمائے گا۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک ایسے قصبہ پر عذاب نازل ہو چکا ہے جس میں اٹھارہ ہزار مسلمان آباد تھے اور اُن کے اعمال انبیاء علیہم السلام جیسے تھے [1] مگر اتنا نقص تھا کہ اللہ کی نافرمانیاں دیکھ کر اُن کو غصہ نہ آتا تھا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑے ہوئے تھے لہٰذا ہلاک کر دیے گئے اگر تم کسی جگہ پر کوئی ناجائز کام ہوتا ہوا دیکھو گے اور خاموش بیٹھے رہو گے تو اُس گناہ میں تم بھی شریک سمجھے جاؤ گے کیونکہ غیبت کرنے والا اور سننے والا گناہ کے اندر دونوں برابر ہیں۔

گناہگاروں سے میل رکھنا اور معصیت کے درجہ میں بیٹھنا :

اسی طرح ریشمی لباس یا سونے کی انگوٹھی پہننے والے جس قدر گناہگار ہیں اُسی قدر اِن کے وہ یار دوست یعنی اِن کے پاس بیٹھنے والے مسلمان بھی گناہگار ہیں جو اِن کو ریشمی لباس اور طلائی اُنگشتری پہنے دیکھتے ہیں اور منع نہیں کرتے، اسی طرح ایسے مکانوں میں بیٹھنا جس کی دیواروں پر تصویریں ہوں یا ایسی مجلس میں شریک ہونا جہاں کوئی بدعت ہورہی ہو یا کسی مباحثہ یا مناظرہ کے ایسے جلسے میں جانا جہاں سب وشتم اور لغو مشغلہ ہو سب گناہ ہے پس خوب سمجھ لو کہ اِن گناہوں کے موقعوں سے صرف بچنا ہی ضروری نہیں ہے بلکہ جب تک بے تامل نصیحت نہ کرو گے اور گناہوں سے اُن کو روک نہ دو گے اُس وقت تک عہدہ برا نہ ہوسکو گے۔ یہی سبب ہے کہ گوشہ نشینی بہتر سمجھی گئی اور جتایا گیا ہے کہ کثرت اختلاط (بہت میل جول) سے ضرور معصیت ہوتی ہے کیونکہ مسلمان کیسا ہی متقی کیوں نہ ہو جب تک ملامت کرنے والوں کی ملامت کا خوف دل سے نہ نکال دے اور گناہ ہوتا دیکھے تو اُس کو روک نہ دے

---

[1] یعنی قریب قریب تھے ورنہ انبیاء تک کسی کا عمل نہیں پہنچ سکتا۔

گناہ سے محفوظ نہیں رہ سکتا، غرض مداہنت (خوشامد، چرب زبانی) حرام ہے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر واجب ہے، دو حالت میں اس کا وجوب قائم نہیں رہ سکتا۔

(۱) علماء کا گناہوں پر سکوت کرنا :

پہلی حالت یہ ہے کہ اُس کو معلوم ہو کہ میں اِس گناہ سے منع کروں گا تو مجھ کو نظر حقارت سے دیکھا جائے گا اور نہ میری بات کی یہ لوگ پرواہ کریں گے اور نہ اِس گناہ کو چھوڑیں گے تو ایسی حالت میں نصیحت کرنا واجب نہ رہے گا اور یہ حالت اکثر اُن معصیتوں کے متعلق پیش آتی ہے جن کے مرتکب فقہاء و علماء یا ایسے لوگ ہوتے ہیں جو اپنے آپ کو دیندار اور متقی سمجھتے ہیں کیونکہ اگر کوئی شخص اِن کو نصیحت کرے تو اِن کو سخت ناگوار گزرتا ہے اور وہ گناہ چھوٹتا نہیں جس کو اُنہوں نے اختیار کیا ہے، ایسے موقع پر بے شک سکوت جائز ہے البتہ زبان سے پھر بھی نصیحت کر دینا مستحب ہے۔ اس کے ساتھ اس کا بھی خیال رکھو کہ ایسی جگہ نصیحت کرنا واجب نہیں رہا مگر خود وہاں سے اُٹھ کر آنا ضرور واجب ہے کیونکہ بیٹھے رہنا اپنا اختیاری فعل ہے اور با اختیار خود معصیت کا دیکھنا بھی معصیت ہے پس جہاں دورِ شراب جاری ہو یا غیبت ہورہی ہو یا داڑھی منڈے بددین غیر متشرع (خلافِ شرع، فاسق) فاجر بیٹھے ہوں وہاں ہرگز نہ بیٹھو۔

(۲) سخت ایذا کے قوی اندیشہ پر نصیحت چھوڑنا :

دوسری حالت یہ ہے کہ ناجائز فعل سے باز رکھنے پر قدرت تو ہو مگر اِس کا غالب اندیشہ ہو کہ اگر دست اندازی کی تو ضرور یہ لوگ مجھے ماریں گے مثلاً کسی جگہ شراب کا شیشہ یا ستار وغیرہ یا اور کوئی سامان لہو و لعب رکھا ہوا دیکھو اور ممکن ہے کہ آگے بڑھ کر اِس کو توڑ پھوڑ دو مگر غالب گمان یہ ہو کہ ایسا کرنے سے اِس کا مالک تم کو ایذا دیے بغیر باز نہ رہے گا تو اِس صورت میں بھی چپ ہو رہنا جائز ہے البتہ ہمت کرنا پھر بھی مستحب ہے کیونکہ ایسے امرِ خیر میں جو کچھ ایذا پہنچے گی اُس کے بھی بڑے اجر ہیں ایسی حالت میں سکوت کا جائز ہونا اس شرط پر ہے کہ بدنی تکلیف یعنی مار پیٹ مالی نقصان یا سبکیت یا آبروریزی یا ایذا رسانی کا یقین یا غالب گمان ہو نہ کہ نصیحت کرنے سے اِن کو میری محبت نہ رہے گی

یا ناگوار گزرے گا اور مجھ کو زبان سے کچھ برا بھلا کہنے لگیں گے یا مجھ کو اپنا دشمن سمجھنے لگیں گے اور آئندہ کوئی تکلیف پہنچانے کی فکر کریں گے یا جو کچھ دیتے ہیں وہ بند کرلیں گے یا آئندہ کوئی دینی مصلحت و بہبودی کی توقع ہے اور نصیحت کرنے سے وہ مصلحت ہاتھ سے جاتی رہے گی تو ایسی موہوم باتوں کی شریعت میں کچھ وقعت نہیں ہے اور نہ اِن خیالات سے خلافِ شرع امر پر نصیحت کیے بغیر چپ ہو رہنا جائز ہے، اِس کو خوب سمجھ لو۔

فصل اوّل :

واعظ کو حلیم الطبع (بردبار طبیعت رکھنے والا) نرم مزاج ہونا نہایت ضروری ہے کیونکہ اپنی نیک بختی جتانے اور دوسروں پر اعتراض کرنے کی نیت سے وعظ کرنے کا نتیجہ اچھا نہیں نکلتا بلکہ اِس سے لوگوں کو صدمہ ہوتا اور برافروختگی (غصہ) بڑھتی ہے اور بجائے معصیت چھوڑنے کے وہ لوگ معصیت پر ضد اور اصرار کرنے لگتے ہیں اور جب ضد بندھ گئی تو پھر نصیحت کرنا اللہ واسطے نہ رہا بلکہ اپنے دل کی جلن نکالنے اور پھپھولے پھوڑنے کی غرض سے ہوگیا لہٰذا جب وعظ کہو تو نہایت نرمی سے کہو اور نیت رکھو کہ کاش اللہ تعالیٰ کی یہ معصیت چھوٹ جائے اور کوئی دوسرا ہی واعظ اِس کو چھڑا دے تو بہت ہے کیونکہ خود معترض اور ناصح بننے کی عزت کا خواستگار ہونا خلوص کے خلاف ہے۔

ایک مرتبہ مامون رشید کو ایک واعظ نے کسی بات کی سختی کے ساتھ نصیحت کی تو مامون رشید نے واعظ سے کہا ذرا نرمی سے نصیحت کیا کرو دیکھو تم سے بہتر ناصح حضرت کلیم اللہ پیغمبر مجھ سے بدتر بندہ فرعونِ مصر کی جانب ناصح بنا کر بھیجے گئے تھے اور ان کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا ﴿فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا﴾ ''اے موسیٰ اور اے ہارون فرعون سے نرمی کے ساتھ باتیں کرو۔''

حضرت اُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک نوجوان شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ مجھے زنا کرنے کی اجازت دیجئے، اُس شخص کا یہ کلمہ سن کر لوگ اس کو ڈانٹنے لگے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چھوڑو، اس شخص کی جانب متوجہ ہوکر فرمایا کہ یہاں آؤ اور جب وہ شخص پاس آیا تو آپ نے کہا کہ میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں بھلا اگر تمہاری ماں سے

کوئی زنا کرے تو تم کو نا گوار نہیں گزرے گا ؟ اُس نے عرض کیا کیوں نہیں گزرے گا ضرور گزرے گا۔ اِس پر آپ نے فرمایا کہ پھر تم ہی بتاؤ کہ دوسروں کو اپنی ماؤں کے ساتھ ایسا ہونا کیوں کر گوارا ہوگا ؟ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اچھا تمہاری بیٹی کے ساتھ اگر کوئی ایسا فعل کرے تو کیا تم کو پسند ہے ؟ اُس نے جواب دیا کہ نہیں، آپ نے فرمایا کہ پھر دوسرے اپنی بیٹیوں کے ساتھ اس کو کیوں پسند کریں گے، یہاں تک کہ آپ نے بہن اور پھوپھی اور خالہ سب ہی کا نام لے کر دریافت فرمایا اور یوں ہی جواب دیتے رہے کہ پھر دوسرے لوگ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ ایسی بے حیائی کیوں پسند کریں گے، آخر یہ عورت کہ جس سے زنا کیا جائے کسی کی ماں یا بیٹی یا پھوپھی یا خالہ تو ضرور ہوگی اور جب تمہیں اپنے رشتہ داروں میں سے کسی کے ساتھ بھی کسی کا زنا کرنا گوارا نہیں ہے تو دوسرے مسلمانوں کو اُن کے کسی رشتہ دار سے تمہارا زنا کرنا کیوں کر گوارا ہونے لگا، اِس کے بعد دست مبارک اس کے سینے پر رکھا اور دعا کی کہ خداوند ! اس کا قلب پاک کردے اور گناہ بخش دے اور اس کی شرم گاہ کی حفاظت فرما، اِس کے بعد ہم نے دیکھا کہ سب سے زیادہ ناپسندیدہ گناہ اُس کے نزدیک زنا ہی تھا۔

ایک مرتبہ مجمع میں حضرت فضیلؒ سے شکایت کی گئی کہ حضرت سفیان بن عینیہؒ نے شاہی تحفہ قبول کرلیا، شیخ نے سن کر مجمع میں تو صرف یہ کہہ کر ٹال دیا کہ نہیں جی سفیانؒ نے اپنا حق لیا ہوگا اور وہ بھی ناتمام مگر خلوت میں سفیان کو پاس بٹھا کر نہایت نرمی سے نصیحت کی اور فرمایا کہ اے ابوعلی ! ہم اور تم اگر بزرگ نہیں ہیں تو بزرگوں کے محبّ اور دوست رکھنے والے تو ضرور ہیں مطلب یہ کہ ہم لوگ چونکہ اس زمرہ میں شمار ہوتے ہیں اس لیے تم کو ایسے افعال سے بچنا چاہیے جن کو لوگ حجت پکڑیں اور بزرگوں کے نام پر عیب لگائیں۔

فصل دوم ، واعظ کو عالم باعمل ہونا چاہیے مگر امر بالمعروف اِس کے بغیر بھی ضروری ہے :

واعظ کو اوّل اپنی اصلاح کرنی چاہیے کیونکہ نصیحت کا اثر اُسی وقت ہوتا ہے جبکہ ناصح خود بھی باعمل ہو ورنہ لوگ ہنستے اور مذاق اُڑاتے ہیں، ہاں یہ ضرور سمجھ لینا چاہیے کہ نصیحت کرنے کا جواز یا وجوب عامل ہونے پر موقوف نہیں ہے۔

(باقی صفحہ ۳۹)

قسط : ۳، آخری

فضائلِ مسواک

افادات : حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب سہارنپوریؒ

ترتیب : حضرت مولانا اطہر حسین صاحب مظاہری، انڈیا

۞ ۞ ۞

مسواک صحابہ کرامؓ کی نظر میں

نصفِ ایمان :

عَنْ حَسَّانِ بْنِ عَطِيَّةَ اَلسِّوَاكُ نِصْفُ الْاِيْمَانِ وَالْوُضُوْءُ نِصْفُ الْاِيْمَانِ. [۱]

''حضرت حسان بن عطیہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے فرماتے ہیں کہ مسواک کرنا نصف ایمان ہے اور وضو بھی نصف ایمان ہے۔''

مسواک پر مداومت :

عَلَيْكُمْ بِالسِّوَاكِ فَلَا تَغْفُلُوْا عَنْهُ وَاَدِيْمُوْهُ فَاِنَّ فِيْهِ رِضَى الرَّحْمٰنِ وَتَضَاعَفُ صَلَاةٌ اِلٰى تِسْعَةٍ وَّتِسْعِيْنَ ضِعْفًا اَوْ اِلٰى اَرْبَعِ مِأَةِ ضِعْفٍ .

''حضرت علی و ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مسواک کو لازم کرلو اِس میں کوتاہی نہ کرو اور اِس کو ہمیشہ کرتے رہو کیونکہ اِس میں حق تعالیٰ کی رضا ہے اور اِس سے نماز کا ثواب ننانوے یا چار سو گنا زیادہ ہو جاتا ہے۔''

مسواک اور فصاحت :

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَؓ اَلسِّوَاكُ يَزِيْدُ الرَّجُلَ فَصَاحَةً . [۲]

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسواک انسان کی فصاحت میں اضافہ کرتی ہے۔''

---

[۱] شرح احیاء [۲] معجم ابی یعلٰی الموصلی رقم الحدیث ٦٦

مسواک سے حافظہ میں اضافہ :

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اَلسِّوَاکُ یَزِیْدُ فِی الْحِفْظِ وَیُذْھِبُ الْبَلْغَمَ.

''حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ مسواک (قوتِ) حافظہ کو بڑھاتی ہے اور بلغم کو دُور کرتی ہے۔''

مسواک اور شفا :

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَلسِّوَاکُ شِفَاءٌ مِّنْ کُلِّ دَآءٍ اِلَّا السَّامُ .

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا گیا ہے فرماتی ہیں کہ مسواک موت کے سوا ہر مرض سے شفا ہے۔''

فرشتوں کا مصافحہ :

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءؓ قَالَ عَلَیْکُمْ بِالسِّوَاکِ فَلَا تَغْفُلُوْہُ فَاِنَّ فِی السِّوَاکِ اَرْبَع وَّعِشْرِیْنَ خَصْلَةً اَفْضَلُھَا اَنَّہٗ یَرْضَی الرَّحْمٰنُ وَیُضَاعَفُ صَلَاةٌ سَبْعَةً وَّسَبْعِیْنَ ضِعْفًا وَیُوْرِثُ السِّعَةَ وَالْغِنٰی وَیَطِیْبُ النَّکْھَةَ وَیَشُدُّ اللِّثَّتَ وَیَکِنُّ الصَّدَعَ وَیُذْھِبُ وَجْعَ الضِّرْسِ وَ تُصَافِحُہُ الْمَلَائِکَةُ لِنُوْرِ وَجْھِہٖ وَتبرُّقِ اَسْنَانِہٖ .

''حضرت ابودرداءؓ فرماتے ہیں کہ مسواک کو لازم کرلو اِس میں غفلت نہ کرو کیونکہ مسواک میں چوبیس خوبیاں ہیں اُن میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اللہ راضی ہوجاتا ہے، مالداری اور کشادگی پیدا ہوتی ہے، منہ میں خوشبو پیدا ہو جاتی ہے، مسوڑھے مضبوط ہوجاتے ہیں، دردِ سر کو سکون ہوتا ہے، داڑھ کا درد دُور ہوجاتا ہے اور چہرے کے نور اور دانتوں کی چمک کی وجہ سے فرشتے مصافحہ کرتے ہیں۔''

دس خصلتیں :

رُوِیَ عَنِ ابْنِ عبَّاسٍ فِیْہِ عَشْرُ خِصَالٍ یُذْھِبُ الْخَضِرَ وَیَجْلُو الْبَصَرَ وَیَشُدُّ اللِّثَّةَ وَیُطَیِّبُ الْفَمَ وَتَفْرَحُ لَہُ الْمَلَائِکَةُ وَیَرْضَی الرَّبُّ وَتُوَفِّقُ السُّنَّةَ وَیَزِیْدُ فِی

حَسَنَاتِ الصَّلَاةِ وَتَصْحِيْحِ الْجِسْمِ . (كذا فى النزهة والقسطلانى ونقله ابن العربى فى شرحه للترمذى وقال واسنده الدار قطنى).

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسواک میں دس خصلتیں ہیں : (دانتوں کی) سبزی دُور کرتی ہے، بینائی کو تیز اور مسوڑھے کو مضبوط بناتی ہے، منہ کو صاف کرتی ہے، ملائکہ خوش ہوتے ہیں، اللہ کی رضاء، سنت کا اتباع، نماز کے ثواب میں اضافہ، جسم کی تندرستی، یہ سب اُمور حاصل ہوتے ہیں۔''

مسواک کی اہمیت علماء کے نزدیک

حضرت شبلی رحمہ اللہ کا واقعہ :

لواقح الانوار میں علامہ شعرانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (ایک بار) حضرت شبلی رحمہ اللہ کو وضو کے وقت مسواک کی ضرورت ہوئی، آپ نے مسواک تلاش کی مگر نہ ملی پھر آپ نے ایک دینار میں مسواک خرید کر استعمال کی اور اس کو ترک نہ کیا، بعض لوگوں نے (حضرت شبلی رحمہ اللہ کے) اس خرچ کرنے کو زیادتی پر محمول کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ دُنیا اور اِس کی تمام چیزیں اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی حیثیت نہیں رکھتی ہیں اُس وقت کیا جواب دوں گا جبکہ اللہ تعالیٰ مجھ سے دریافت فرمائے گا کہ تو نے میری نبی کی سنت (مسواک) کو کیوں ترک کیا جو مال و دولت میں نے تجھ کو دیا تھا (جس کی حقیقت میرے نزدیک) مچھر کے پر کے برابر بھی نہ تھی اُس کو اِس سنت (مسواک) کے حاصل کرنے میں کیوں خرچ نہیں کیا ؟ اے میرے بھائی میرا خیال تو یہ ہے کہ اگر تجھ سے کوئی مسواک والا آدھا دینار بھی مسواک کی قیمت مانگے تو ہرگز نہ دے گا اور مسواک چھوڑ دے گا مگر اس عمل کے باوجود تو اپنے آپ کو اولیاء اللہ اور حضور اکرم ﷺ کے مقربین میں شمار کرتا ہے خدا کی قسم ! یہ ایک دعوی ہے جس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

علامہ شوکانی رحمہ اللہ کی تصریح :

نیل الاوطار میں علامہ شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مسواک احکامِ شرعیہ میں ایک واضح حکم ہے جو روزِ روشن کی طرح ظاہر ہے جس کو اُونچے اور نیچے مقام کے رہنے والوں نے یعنی تمام اہل ارض نے قبول کیا ہے

علامہ شعرانیؒ کا عہد :

علامہ شعرانیؒ فرماتے ہیں کہ ہم سے ایک عام عہد حضور اکرم ﷺ کی طرف سے یہ لیا گیا ہے کہ ہم ہر وضو کے وقت ہمیشہ مسواک کیا کریں اور اگر ہم سے مسواک اکثر کھو جاتی ہو تو دھاگے میں باندھ کر اپنی گردن میں یا اپنی پگڑی میں اگر پگڑی عرقیہ پر باندھی ہو لٹکا لیں اور اگر قلنسوہ پر باندھی ہو تو بائیں کان کی جانب پگڑی میں لگا لیں اور یہ ایک ایسا عہد ہے جس میں عام طور پر تجار، رؤسا، خدام سب ہی کوتاہی کرتے ہیں چنانچہ ان کے منہ کی بو گندی اور پلید ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے اللہ اور فرشتوں اور نیک مومنین کی تعظیم میں خلل واقع ہوتا ہے، میں نے سیّد محمد بن عفانؒ اور سیّد شہاب الدینؒ سے زیادہ مسواک پر ہمیشگی کرنے والا اور مسواک پر سب سے زیادہ حریص کسی کو نہیں پایا، یہ سب قوتِ ایمان اور اللہ ورسول کے احکامات کی تعظیم کرنے کا نتیجہ ہے حضورِ اکرم ﷺ نے مسواک کی بہت تاکید فرمائی ہے ایک بار حکم کرنے پر اکتفا نہیں فرمایا، اس لیے اے بھائی مسواک کو لازم کر لے اور حضور اکرم ﷺ کی سنت پر ثابت قدم رہ تاکہ تجھ کو اِس سنت کا ثواب حاصل ہو جائے کیونکہ ہر سنت کا ایک مخصوص درجہ ہے جو اُس سنت کو اپنائے بغیر حاصل نہیں ہوتا، جو جرأت کرنے والے لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ سنت ہے اِس کا ترک کرنا جائز ہے اُن سے قیامت میں کہا جائے گا کہ یہ جنت کا ایک درجہ ہے تجھ کو اِس درجہ سے محروم کرنا بھی جائز ہے، ابو القاسمؒ نے اپنی کتاب خلع النعلین میں اس کی صاف طور پر تصریح کی ہے۔

علامہ عینیؒ کا اِرشاد :

نیابۃ میں علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ ابو عمرؒ نے کہا ہے مسواک کی فضیلت پر سب کا اتفاق ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں اور سب کے نزدیک مسواک کر کے نماز پڑھنا بلا مسواک کی نماز سے افضل ہے بلکہ اوزاعیؒ نے تو مسواک کو آدھا وضو قرار دیا ہے اور بخاریؒ شرح میں فرماتے ہیں کہ مسواک کے بے شمار فضائل ہیں میں نے معانی الآثار کی شرح میں پچاس سے زائد صحابہؓ سے اس کے فضائل کو نقل کیا ہے۔

شیخ محمد رحمہ اللہ کی تحریر :

شیخ محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مسواک کے فضائل میں ایک سو سے زائد احادیث منقول ہیں، پس تعجب ہے اُن لوگوں پر اور اُن فقہاء پر جو اِس سنت (مسواک) کو باوجود احادیث کے کثرت کے ساتھ منقول ہونے کے ترک کرتے ہیں، یہ بڑا خسارہ ہے۔

مسواک کے آداب :

مسواک اگرچہ سنت ہے فرض یا واجب نہیں مگر اِس کے باوجود اس کے آداب و مستحبات کی رعایت نہایت ضروری ہے اس میں تغافل و تکاسل نقصان دہ ہے علماء نے لکھا ہے :

مَنْ تَهَاوَنَ بِالْآدَابِ حُرِمَ السُّنَنَ وَمَنْ تَهَاوَنَ بِالسُّنَنِ حُرِمَ الْفَرَائِضَ وَمَنْ تَهَاوَنَ بِالْفَرَائِضِ حُرِمَ الْآخِرَةَ.

''جو شخص آداب کی ادائیگی میں تہاون (سستی) کرتا ہے وہ سنن سے محروم کر دیا جاتا ہے اور جو شخص سنن کے ساتھ تہاون کرتا ہے وہ فرائض سے محروم کر دیا جاتا ہے اور جو شخص فرائض کے بارے میں تہاون کرتا ہے وہ آخرت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔''

بستان العارفین میں فقیہ ابو اللیث فرماتے ہیں کہا جاتا ہے کہ اسلام کی مثال اُس شہر کی طرح ہے جس میں پانچ قلعے ہوں ایک سونے کا، دوسرا چاندی کا، تیسرا لوہے کا، چوتھا پختہ اینٹ کا، پانچواں کچی اینٹ کا، پس جب تک قلعے والے اس کچی اینٹ کے قلعہ کی حفاظت کرتے رہیں گے تو دشمن دوسرے قلعوں کے حاصل کرنے کی طمع نہ کرے گا اور جب وہ اس کی حفاظت نہ کریں گے تو یہ قلعہ خراب ہو جائے گا اور دشمن دوسرے قلعے کے حاصل کرنے کی طمع کرے گا اور پھر تیسرے کی یہاں تک کہ سارے قلعے خراب ہو جائیں گے، اسی طرح اسلام کے بھی پانچ قلعے ہیں ایک یقین، دوسرا اخلاص، تیسرا فرائض، چوتھا سنن، پانچواں آداب، پس جب تک انسان آداب کی حفاظت کرتا رہتا ہے تو شیطان طمع نہیں کرتا اور جب وہ آداب ترک کر دیتا ہے تو شیطان سنتوں سے بہکانے کی طمع

کرتا ہے پھر اسی طرح فرائض سے پھر اخلاص سے اور پھر یقین سے ہٹانے کی طمع کرتا ہے (اور دین برباد ہوجاتا ہے) اس لیے انسان کو تمام اُمور میں وضو میں، نماز میں اور شریعت کے تمام کاموں میں حتی کہ خرید وفروخت میں آداب کی رعایت کرنی چاہیے۔

مشائخ نے ہمیشہ آداب وسنن کا خاص طور پر اہتمام کیا ہے، حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے محض ایک ادب کے چھوٹ جانے کی وجہ سے چالیس سال کی نمازیں قضا کیں۔ [۱]

حضرت ابن سماعۃ سے نقل کیا گیا ہے فرماتے ہیں کہ میں چالیس سال تک تکبیر اُولیٰ کا اہتمام کرتا رہا کبھی تکبیر اُولیٰ فوت نہ ہوئی مگر جس روز میری والدہ کا انتقال ہوا، نہ جماعت ملی نہ تکبیرِ اُولیٰ مجھے اِس کا بڑا قلق ہوا چنانچہ میں نے جماعت اور تکبیرِ اُولیٰ کی فضیلت حاصل کرنے کی غرض سے اس نماز کو پچیس بار دہرایا مگر اِس کے بعد بھی مجھے خواب میں بتایا گیا کہ جماعت کی فضیلت حاصل نہیں ہوئی۔ [۲]

مسواک کے اوقات :

چونکہ مسواک صحیح واقوی قول کے مطابق سنن دین سے ہے اس لیے اس کا استعمال ہر وقت مسنون ہے۔ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تمام اوقات میں مسواک کرنے کو مستحب لکھا ہے نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے : اَلسِّوَاكُ سُنَّةٌ فَاسْتَاكُوْا اَیَّ وَقْتٍ شِئْتُمْ. ''مسواک کرنا سنت ہے پس جس وقت جی چاہے مسواک کرو'' مگر بعض اوقات میں اس کا استحباب مؤکدہ ہوجاتا ہے مثلاً دانتوں کے زرد ہوجانے کے وقت، قرآن وحدیث پڑھنے کے وقت، جماع سے قبل، مرنے سے پہلے، سونے اور بیدار ہوجانے کے وقت خواہ بد بو خاموش رہنے کے سبب یا زیادہ بولنے یا کسی بدبودار چیز کھا لینے کی وجہ سے پیدا ہوئی ہو، بہرحال ان صورتوں میں مسواک کرنا مستحب ہے۔

وضو میں مسواک :

یہ مسئلہ اختلافی ہے عام فقہاء احناف ؒ کے نزدیک وضو کی سنت ہے اس لیے وضو میں ضرور استعمال کیا جائے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز کی سنت ہے اس لیے وہ نماز کے شروع میں

---

[۱] مکتوباتِ مجدد الف ثانی ؒ [۲] الفوائد البہیۃ الشیخ عبدالحئی ؒ

مسواک کرنے کو مسنون کہتے ہیں ، بعض فقہاءِ احناف بھی نماز کے شروع میں مسواک کرنے کو مستحب کہتے ہیں اس لیے اگر نماز کے شروع میں مسواک کی جائے تو اس کا خیال ضرور رکھا جائے کہ خون نہ نکلے، خون نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے لٰہذا مسواک آہستہ آہستہ کی جائے اور صرف دانتوں پر کی جائے تا کہ خون نہ نکلے۔

وضو میں مسواک کا وقت :

بعض فقہاء کہتے ہیں کہ کلی کے وقت کی جائے ، بعض کہتے ہیں کہ وضو کے شروع میں ، دونوں قول راجح ہیں ہر دو پر عمل کی گنجائش ہے ، بہتر یہ ہے کہ جس شخص کے دانتوں سے خون نکلتا ہو اُس کو وضو کے شروع میں اور جس کے خون نہ نکلتا ہو اُس کو کلی کے وقت کرنا چاہیے۔

مسواک کی لکڑی :

ہر قسم کی لکڑی سے مسواک کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ لکڑی نقصان دینے والی نہ ہو ، جو زہریلی ہو اُس سے مسواک کرنا حرام ہے ، انار ، بانس ، ریحان اور چنبیلی کی لکڑی سے مسواک کرنا مکروہ ہے ، سب سے بہترین لکڑی مسواک کے لیے پیلو کی ہے حضور اکرم ﷺ نے اس کی تعریف فرمائی ہے اور خود آنحضرت ﷺ نے اور صحابہؓ نے اس کی مسواک استعمال فرمائی ہے اس کے بعد زیتون کی لکڑی ہے کہ اس کی بھی حدیث شریف میں فضیلت آئی ہے اگر ان میں سے کوئی نہ ہو تو پھر تلخ لکڑی سے مسواک کرنا مسنون ہے۔ ؎۱

مسواک پکڑنے کا طریقہ :

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ مسواک اس طرح پکڑنی چاہیے کہ کن اُنگلی مسواک کے نیچے کی طرف اور انگوٹھا اُوپر کی جانب مسواک کے منہ کے نیچے اور باقی اُنگلیاں مسواک کے اُوپر رہیں ؎۲ مٹھی میں دبا کر مسواک نہ کی جائے اس سے بواسیر پیدا ہوتی ہے ؎۳ نیز مسواک داہنے ہاتھ سے کی جائے کہ یہ بھی مستحب ہے۔ ؎۴

؎۱ کذافی القدیر و شیرہ ؎۲ فتاوی شامی ؎۳ کذافی القہستانی و شرح المنیہ ۱۳ ؎۴ کذافی المراتی۔

مسواک کرنے کی کیفیت :

(۱) پہلے اُوپر کے جبڑے میں داہنی طرف پھر اُوپر کی بائیں طرف، اس کے بعد نیچے کی داہنی طرف پھر بائیں جانب۔ (کبیری)

(۲) اس میں اختلاف ہے کہ مسواک عرضًا کی جائے یا طولاً۔ ایک جماعت کی رائے یہ ہے کہ عرضاً کی جائے طولاً نہ کی جائے کہ اس صورت میں مسوڑوں کے زخمی ہوجانے کا خوف ہے، بعض فقہاء کہتے ہیں کہ طولاً و عرضًا دونوں طرح کر سکتے ہیں، صاحب حلیة کہتے ہیں کہ عرضًا دانتوں میں کی جائے اور طولاً زبان میں، رسول اکرم ﷺ سے دونوں طرح ثابت ہے اس لیے عرضاً و طولاً دونوں طرح مسواک کی جاسکتی ہے۔

(۳) دانتوں کے ظاہر و باطن اور اطراف کو بھی مسواک سے صاف کیا جائے اور اسی طرح منہ کے اُوپر اور نیچے کے حصہ اور جبڑے وغیرہ میں بھی مسواک کرنی چاہیے۔ (عمدہ، طحطاوی)

اُنگلی سے مسواک :

اگر مسواک نہیں ہے یا مسواک ہے لیکن دانت نہیں ہیں تو پھر اُنگلی سے یا کسی موٹے کپڑے سے دانتوں یا مسوڑوں کو صاف کر لینا مسواک کے قائم مقام ہے اور اس سے مسواک کا ثواب حاصل ہوجاتا ہے ہاں اگر مسواک اور دانت دونوں موجود ہوں تو پھر اس صورت میں مسواک کا ثواب نہ ہوگا اِلا یہ کہ منہ میں کوئی تکلیف ہو۔

علامہ شرنبلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں : مسواک کی فضیلت اُنگلی یا موٹے کپڑے سے بھی حاصل ہوجاتی ہے بشرطیکہ مسواک نہ ہو کیونکہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اُنگلیوں سے بھی مسواک کافی ہے طحطاوی رحمہ اللہ کہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ مسواک کا مخصوص ثواب جو احادیث میں منقول ہے حاصل ہوجائے گا اور یہ مسواک نہ ہونے کی شکل میں ہے اگر مسواک ہو تو پھر یہ حکم نہیں ہے۔

ادب : اگر اُنگلی سے مسواک کرنا ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ منہ کی دائیں جانب میں اُوپر نیچے انگوٹھے سے صاف کرے اور اس طرح بائیں جانب میں شہادت کی اُنگلی سے۔ (شرح منیہ)

عورتوں کی مسواک :

(۱) جس طرح مسواک مردوں کے لیے سنت ہے اسی طرح عورتوں کے لیے بھی سنت ہے لیکن بعض فقہاء کہتے ہیں کہ عورتوں کے دانت چونکہ کمزور ہوتے ہیں اس لیے اُن کے لیے علک یعنی مصطگی کا استعمال مسواک کے قائم مقام ہے ان کو مسواک کی بجائے علک استعمال کرنا چاہیے اس سے دانت صاف اور مسوڑے مضبوط ہوجاتے ہیں اور مسواک کا ثواب حاصل ہوجاتا ہے۔

(۲) علک کے استعمال سے مسواک کا ثواب اُس وقت ہوگا جبکہ مسواک کی نیت بھی کی جائے ورنہ نہیں۔ (طحطاوی)

مسواک کی دعا :

بنایہ میں درایہ سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مسواک کرتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے :

اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ فَمِیْ وَنَوِّرْ قَلْبِیْ وَطَھِّرْ بَدَنِیْ وَحَرِّمْ جَسَدِیْ.

اسی طرح علامہ نووی نے شرح مہذب میں ایک دوسری دعا نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ دعا اگرچہ بے اصل ہے لیکن اچھی دعا ہے اس لیے اس کو پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں، وہ دعا یہ ہے :

اَللّٰھُمَّ بَیِّضْ اَسْنَانِیْ وَشَدِّدْ لِسَانِیْ وَثَبِّتْ بِہٖ لَھَاتِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْہِ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ.

برش اور مسواک :

برش اگر خنزیر کے بالوں کا ہے تو اُس کا استعمال بالکل ناجائز ہے اور ریشوں کا ہے تو اُس کا استعمال درست ہے مگر اس سے بھی مسواک کی فضیلت حاصل نہ ہوگی ہاں اگر مسواک نہ ہونے کی شکل میں مسواک کی نیت سے استعمال کرے تو مسواک کا ثواب حاصل ہوجائے گا۔

منجن کا استعمال :

منجن کا استعمال جائز ہے لیکن محض منجن پر اکتفا کر لینے سے مسواک کی فضیلت حاصل نہ ہوگی اس لیے منجن کے ساتھ مسواک کا اہتمام بھی کرنا چاہیے۔

چند مختلف آداب :

(۱) مسواک کا منہ نہ زیادہ نرم ہو، نہ زیادہ سخت، درمیانی درجہ کا ہونا چاہیے۔

(۲) مسواک کی لکڑی سیدھی ہونی چاہیے اس میں گرہ وغیرہ نہ ہو، ہاں ایک آدھ گرہ ہو تو مضائقہ نہیں ہے۔

(۳) مسواک کا اُنگلی کے برابر موٹا ہونا مستحب ہے۔

(۴) چت لیٹ کر مسواک کرنا مکروہ ہے، اس سے تلی بڑھ جاتی ہے۔

(۵) مسواک ابتداء ایک بالشت کے برابر ہونا چاہیے بعد میں اگر کم ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔ اگر ایک بالشت سے زیادہ ہو تو شیطان اس پر سواری کرتا ہے۔

(۶) مسواک کھڑی کر کے رکھنی چاہیے، زمین پر نہ ڈالی جائے ورنہ جنون کا خطرہ ہے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص مسواک کو زمین پر رکھنے کی وجہ سے مجنون ہو جائے تو وہ اپنے نفس کے علاوہ کسی کو ملامت نہ کرے کہ یہ خود اس کی غلطی ہے۔

(۷) اگر مسواک خشک ہو تو اس کو پانی سے نرم کرنا مستحب ہے۔

(۸) کم از کم تین مرتبہ مسواک کرنی چاہیے اور ہر مرتبہ پانی میں بھگونی چاہیے۔

(۹) وضو کے پانی میں مسواک داخل کرنا اگر اس پر میل کچیل ہو مکروہ ہے۔

(۱۰) بیت الخلاء میں مسواک کرنا مکروہ ہے۔

(۱۱) مسواک دونوں طرف سے استعمال نہ کی جائے۔

(۱۲) مسجد میں مسواک کرنا جائز ہے لیکن بذل المجہود میں لکھا ہے کہ مسواک کا استعمال مسجد میں مناسب نہیں ہے کیونکہ اس کے ذریعہ منہ کی گندگی دُور کی جاتی ہے اور گندگی کے ازالہ کے لیے مسجد محل نہیں۔

فوائدِ مسواک :

علماء نے مسواک کے بہت سے فائدے شمار کیے ہیں ابن حجرؒ نے منہبات میں مسواک کے بیس فائدے ذکر کیے ہیں صاحب الفائق نے تیس سے کچھ اُوپر منافع بتائے ہیں جن میں سب سے ادنیٰ گندگی کا دور ہونا اور سب سے اعلیٰ موت کے وقت کلمہ یاد آنا ذکر کیا ہے۔ علامہ حصکیؒ نے دُرمختار میں لکھا ہے کہ مسواک موت کے وقت کلمہ شہادت یاد دلاتی ہے اور موت کے علاوہ ہر بیماری سے شفا ہے۔

نہایۃ الامل میں لکھا ہے مسواک میں بہتر فائدے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ موت کے وقت کلمہ شہادت یاد آجاتا ہے اور اس کے برخلاف حشیشہ بھنگ کھانے میں ستر نقصان ہیں جن میں ایک یہ ہے کہ موت وقت کلمہ شہادت یاد نہیں آتا۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے مراقی کے حاشیہ پر مسواک کے فوائد نقل کرتے ہوئے لکھا ہے :

''مسواک کے وہ فضائل جن کو ائمہ کرام نے حضرت علیؓ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عطاءؒ سے نقل کیا فرماتے ہیں کہ مسواک لازم کرلو اِس سے غافل نہ رہو اِس پر مداومت کرتے رہو کیونکہ اس میں حق تعالیٰ کی خوشنودی ہے اور اس سے نماز کا ثواب ننانوے یا چار سو گنا بڑھ جاتا ہے اور ہمیشہ مسواک کے کرنے سے کشادگی اور مالداری پیدا ہوتی ہے، روزی آسان ہوجاتی ہے درد ِسر کو اور سر کی تمام رگوں کو سکون ہوجاتا ہے حتی کہ کوئی ساکن رگ حرکت نہیں کرتی اور نہ ہی کوئی حرکت کرنے والی رگ ساکن ہوتی ہے، بلغم کو دور کرتی ہے، دانتوں کو مضبوط بناتی ہے، بینائی کو صاف کرتی ہے، معدہ کو درست اور بدن کو قوی بناتی ہے، انسان کی فصاحت وحافظہ وعقل کو بڑھاتی ہے، دل کو پاک کرتی ہے، نیکیوں میں اضافہ ہوجاتا ہے، ملائکہ خوش ہوتے ہیں اور اس کے چہرہ کے نور کی وجہ سے مصافحہ کرتے ہیں اور جب وہ مسجد سے نکلتا ہے تو فرشتے اس کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں اور انبیاء علیہ السلام اور رسول اس کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں۔

مسواک شیطان کو ناراض کر دیتی ہے اور اس کو دھتکارتی ہے، ذہن کو صاف، کھانے کو ہضم

کرتی ہے، بچوں کی پیدائش بڑھاتی ہے، پل صراط پر سے کوندنے والی بجلی کی طرح (بہت جلد) اُتار دیتی ہے، بڑھاپے کو مؤخر کرتی ہے، نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دلاتی ہے، بدن کو اللہ کی اطاعت کے لیے قوت دیتی ہے، حرارت کو بدن سے دور کرتی ہے، پیٹھ کو مضبوط بناتی ہے، کلمۂ شہادت یاد دلاتی ہے، حالتِ نزع کو بہت جلد ختم کر دیتی ہے، دانتوں کو سفید منہ کو خوشبودار حلق اور زبان کو صاف کرتی ہے، رطوبت کے لیے قاطع ہے، بینائی کے لیے مفید حاجتوں کو پورا ہونے میں مدد کرتی ہے، قبر کو کشادہ بناتی ہے اور مردہ کے لیے غمخوار ہو جاتی ہے اور مسواک کرنے والوں کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھ دیا جاتا ہے اور اس کے لیے جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور فرشتے اس کے بارے میں ہر دن کہتے ہیں کہ یہ (شخص) انبیاء علیہ السلام کا اقتدا کرنے والا ہے، ان کے نشانِ قدم پر چلتا ہے ان کی سیرت کا متلاشی ہے اور اس کی طرف سے دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، مسواک کرنے والا شخص دنیا میں (گناہوں) سے پاک صاف ہو کر جاتا ہے اور موت کا فرشتہ رُوح نکالنے کے لیے ان کے پاس اس صورت میں آتا ہے جس صورت میں اولیاء کے پاس آتا ہے۔ بعض عبارات میں ہے کہ جس صورت میں انبیاء علیہم السلام کے پاس آتا ہے اُسی صورت میں آتا ہے اور مسواک کرنے والا دنیا سے نہیں جاتا مگر اس وقت جبکہ حضور اکرم ﷺ کے حوضِ کوثر کی شراب نہ پی لے اور وہ ''رحیقِ مختوم'' ہے (اور ان سب فوائد سے) بڑھ کر یہ ہے کہ اِس میں حق تعالیٰ کی رضا ہے اور منہ کی بھی صفائی ہے۔''

علامہ زبیدیؒ نے بھی شرح احیاء میں مسواک کے فوائد کو نقل کیا ہے اور علماء کی نظم بھی نقل کی ہے اکثر فوائد وہی ہیں جو ہم نے طحطاوی سے نقل کیے ہیں البتہ ایک فائدہ نیا ذکر کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ مسواک کرنے سے منی زیادہ پیدا ہوتی ہے۔

چند مسئلے :

مسئلہ : حنفیہ کے نزدیک روزہ کی حالت میں، زوال سے پہلے اور زوال کے بعد مسواک کا استعمال درست ہے خواہ مسواک تر ہو یا خشک۔

مسئلہ : کسی کو مسواک سے مارنا درست ہے۔

مسئلہ : بلا اجازت کسی کا مسواک استعمال کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ : احرام کی حالت میں بھی مسواک کرنا جائز ہے۔

مسئلہ : اگر مسواک کرنے سے خون وغیرہ نکلنے لگے یا اور کوئی مرض پیدا ہو جائے تو ایسی صورت میں مسواک کرنا مستحب نہیں ہے۔

مسئلہ : نابالغ بچوں کو بھی اس کا استعمال کرانا چاہیے تاکہ ان کو بھی عادت ہو۔

مسئلہ : غسل میں بھی مسواک کرنا مسنون ہے۔

۞ ۞ ۞

بقیہ : تبلیغ دین

اگر کوئی عالم خود عامل نہ بھی ہو اُس کو نصیحت اور وعظ کا چھوڑ دینا اور گناہوں کو ہوتے ہوئے دیکھ کر سکوت اختیار کرنا جائز نہ ہوگا، خوب سمجھ لو کہ یہ خیال بھی ایک شیطانی وسوسہ ہے کہ جب تک خود پورے عامل نہ بن جائیں اُس وقت تک دوسروں کو کیا نصیحت کریں گے، اگر ایسا خیال معتبر سمجھا جاوے تو وعظ اور نصیحت کا سلسلہ مفقود اور دروازہ بالکل مسدود ہو جائے گا یاد رکھو کہ امر بالمعروف واجب اور ضروری ہے اور عاصی اور گنہگار شخص کو بھی وعظ کہہ دینا جائز ہے البتہ واعظین پر یہ دوسرا وجوب مستقل ہے کہ اپنے علم پر عمل کریں اور جس کام کی بھی دوسروں کو نصیحت کریں اُس پر خود بھی کاربند ہوں پس اگر ایک واجب تو ترک کیا اور خود بھی عامل نہ بنے تو دوسرا واجب ترک کرنا کیوں جائز ہونے لگا کہ دوسروں کو نصیحت بھی نہ کریں۔

قسط : ۱

دل کی حفاظت

﴿ حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری، انڈیا ﴾

''دل'' انسانی جسم میں ''بادشاہ'' کی حیثیت رکھتا ہے سارے اعضاء دل کے بے گاری خادم اور اس کے اطاعت گزار ہیں لہٰذا اگر دل صحیح ہو تو سارے اعضاء سیدھے راستہ پر رہیں گے اور دل بگڑ جائے تو تمام اعضاء غلط راستے پر چل پڑیں گے اسی بناء پر جنابِ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

اَلَا وَاِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ کُلُّهٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّهٗ اَلَا وَھِیَ الْقَلْبُ .[1]

''خبردار رہو بدن میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے کہ اگر وہ درست ہے تو سارا بدن درست رہے گا اور اگر وہ خراب ہو جائے گا تو سارا بدن خراب ہو جائے گا، خبردار! وہ (گوشت کا لوتھڑا) یہی دل ہے۔''

اس لیے ضروری ہے کہ دل کو شریعت کے تابع بنایا جائے تاکہ دیگر اعضاء و جوارح غلط اور ناجائز اُمور کے ارتکاب سے محفوظ رہیں۔ قرآنِ کریم میں دل کی صفائی اور تزکیہ کو جنابِ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا اہم ترین مقصد شمار کیا گیا ہے ایک جگہ ارشاد ہے :

﴿ هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ ﴾ [2]

''وہی ہے جس نے اُٹھایا اَن پڑھوں میں ایک رسول اُن ہی میں کا، پڑھ کر سناتا ہے اُن کو اس کی آیتیں اور ان کو سنوارتا ہے۔''

چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی اس ذمہ داری کو باحسن وجوہ پورا فرمایا اور اپنے جاں نثار صحابہ کی ایسی تربیت فرمائی کہ ان کے قلوب مزکّٰی اور مجلّٰی ہوگئے کہ فرشتے بھی ان پر رشک کرنے لگے اور انہیں اعمالِ خیر اور عبادات میں لذت و حلاوت کی ایسی عدیم المثال کیفیت نصیب ہوئی کہ آج اُمت کا

---

[1] بخاری شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۵۲ [2] سُورۃ الجمعۃ : ۲

بڑے سے بڑا قطب یا ولی بھی ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ کے صحابی کے رُتبے کو نہیں پہنچ سکتا۔ صحابہ ؓ کی یہ عظمت اور ان کا یہ بلند مرتبہ و مقام دراصل اُن کے دلوں کی صفائی ہی کا مظہر ہے، اسی دل کی صفائی نے انہیں صدق واخلاص، کمال اخلاق اور ایثار و مواخات کا وہ اعلیٰ انسانی جذبہ عطا کیا ہے جس کی مثال انسانی تاریخ میں پیش نہیں کی جا سکتی۔

دل کے امراض :

دل کے روحانی امراض بہت زیادہ ہیں جن کا اثر پوری انسانی زندگی پر پڑتا ہے ان میں چند امراض نہایت خطرناک ہیں اُن میں سے ہر ایک صرف ایک مرض نہیں بلکہ سینکڑوں امراض کے وجود میں آنے کا سبب ہے اس لیے ہر وہ مومن جو اللہ تعالیٰ سے شرم و حیا کی صفت سے متصف ہونا چاہتا ہے اُس پر لازم ہے کہ وہ اپنے قلب کو بالخصوص درج ذیل بنیادی امراض سے محفوظ رکھے۔

(۱) دنیا کی محبت (۲) بغض وعداوت (۳) آخرت سے غفلت

واقعہ یہ ہے کہ اگر مذکورہ امراض سے دل کو پاک کر لیا جائے تو انشاء اللہ روحانی اعتبار سے قلب پوری طرح صحت یاب ہوگا اور پورا جسم انسانی اطاعت خداوندی کے جذبے سے سرشار اور گناہوں سے محفوظ ہو جائے گا۔

دنیا کی محبت :

دنیا کی محبت انسان کی طبیعت میں داخل ہے ارشادِ خداوندی ہے :

﴿ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ﴾ (ال عمران :۱۴)

''فریفتہ کیا ہے لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت نے جیسے عورتیں اور بیٹے اور خزانے جمع کیے ہوئے سونے اور چاندی کے، اور گھوڑے نشان لگائے اور مویشی اور کھیتی۔''

اور یہ محبت ضروری بھی ہے اس کے بغیر نظام کائنات برقرار نہیں رہ سکتا لیکن اگر یہ محبت اتنی زیادہ بڑھ جائے کہ انسان اپنے مقصد سے غافل ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات اور بندوں کے

حقوق کو پسِ پشت ڈال دے تو پھر یہ محبت خطرناک قلبی اور روحانی مرض میں تبدیل ہو جاتی ہے، اس کی مثال ایسی ہے جیسے انسانی بدن کے لیے ''شوگر'' ایک خاص مقدار میں ہونی ضروری ہے اس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا لیکن یہی شوگر جب حد سے زیادہ پیدا ہونے لگتی ہے تو ایسے لاعلاج مرض میں تبدیل ہو جاتی ہے جو جسم کی رگوں کو کھوکھلا کر دیتا ہے اور انسان کی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے، اسی طرح جب دنیا کی محبت حد سے متجاوز ہو جاتی ہے تو وہ تمام گناہوں کی جڑ اور بنیاد بن جاتی ہے، حضرت حسن بصریؒ کے مراسیل میں یہ جملہ مشہور ہے حُبُّ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ دنیا کی محبت ہر برائی کی بنیاد ہے۔

علامہ مناویؒ (شارح جامع صغیر للسیوطیؒ) لکھتے ہیں کہ تجربہ اور مشاہدہ سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ دنیا کی محبت ہی ہر برائی کی بنیاد بنی ہے مثلاً پرانی سرکش قوموں نے حضراتِ انبیاء علیہم السلام کی دعوت کا اسی لیے انکار کیا کہ وہ لذتوں میں مبتلا تھے اور انبیاء علیہم السلام کی دعوت قبول کرنے سے ان کی لذتوں اور شہوتوں کی تکمیل میں خلل آتا تھا اس لیے وہ اپنے داعیوں کی مخالفت پر اُتر آئے اس طرح ابلیس لعین نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے اسی لیے انکار کیا کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کے وجود کو اپنی ریاست اور بڑائی میں رُکاوٹ سمجھتا تھا، یہی معاملہ نمرود، فرعون، ہامان وغیرہ کا تھا کہ یہ لوگ حبِ جاہ کے نشہ میں بدمست ہو کر انبیاء علیہم السلام کے جانی دشمن بن گئے۔[۱] یہ دنیا کی محبت بڑے بڑے روحانی امراض کو جنم دیتی ہے ان میں ایک بڑی بیماری ''حرص وطمع'' ہے۔

حرص :

جب آدمی پر دنیا کی محبت کا نشہ چڑھتا ہے تو وہ حرص کا مریض بن جاتا ہے یعنی اس کے پاس کتنا ہی مال و دولت جمع ہو جائے مگر پھر بھی وہ '' ھَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ '' کا طلبگار رہتا ہے اور دولت کی کوئی مقدار بھی اُس کے لیے سکون اور قناعت کا باعث نہیں بن پاتی جنابِ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے :
لَوْ اَنَّ ابْنَ آدَمَ اُعْطِیَ وَادِیًا مُلِیَٔ مِنْ ذَھَبٍ اَحَبَّ اِلَیْہِ ثَانِیًا وَلَوْ اُعْطِیَ ثَانِیًا اَحَبَّ اِلَیْہِ ثَالِثًا وَلَا یَسُدُّ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَیَتُوْبُ اللّٰہُ عَلٰی مَنْ تَابَ.[۲] اگر آدمی کو سونے سے بھری ہوئی ایک

[۱] فیض القدیر ج ۳ ص ۴۴۹ [۲] بخاری شریف کتاب الرقاق رقم الحدیث ۶۴۳۸

پوری وادی بھی دے دی جائے تو دوسری وادی کا طلبگار ہوگا اور اگر دوسری دے دی جائے تو تیسری کا طلبگار ہوگا اور آدمی کا پیٹ تو صرف مٹی ہی بھر سکتی ہے (یعنی مرنے کے بعد ہی ان تمناؤں کا سلسلہ ختم ہوگا) اور جو توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اُس کی توبہ قبول فرمائے گا۔

اور ایک دوسری روایت میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا :

یَکْبُرُ ابْنُ آدَمَ وَیَکْبُرُ مَعَہٗ اِثْنَانِ حُبُّ الْمَالِ وَطُوْلُ الْعُمُرِ . [۱]

''آدمی بڑا ہو جاتا ہے اور ساتھ میں اس کی دو خواہشیں بھی بڑھتی رہتی ہیں ایک مال کی محبت دوسرے لمبی عمر کی تمنا۔''

نیز ایک ضعیف حدیث میں مضمون آیا ہے کہ ''دو شخصوں کی بھوک نہیں مٹتی ایک علم کا دھنی کہ اُسے کسی علم پر قناعت نہیں ہوتی، دوسرے مال کا بھوکہ کہ اُسے کتنا ہی مل جائے مگر وہ زیادتی ہی کی فکر میں رہتا ہے۔'' (مشکوۃ شریف)

حریص شخص کو کبھی بھی قلبی سکون نصیب نہیں ہوتا، مال کی مدہوشی میں اُس کی راتوں میں نیندیں اُڑ جاتی ہیں اور دن کا سکون جاتا رہتا ہے حالانکہ مال و دولت اصل مقصود نہیں بلکہ دلی اطمینان ہی اصل میں مطلوب ہے، یہ اگر تھوڑے سے مال کے ساتھ بھی نصیب ہو تو آدمی غنی ہے اور اگر مال کی بہتات کے ساتھ دلی سکون میسر نہ ہو تو وہ غنی کہلائے جانے کے لائق نہیں ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

لَیْسَ الْغِنٰی عَنْ کَثْرَۃِ الْعَرَضِ وَلٰکِنَّ الْغِنٰی غِنَی النَّفْسِ. [۲]

''زیادہ اسباب اور سامان ہونے کا نام غنا نہیں ہے بلکہ اصل غنا دل کا غنی اور مطمئن ہونا ہے۔''

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ حرص کا روگ ایسا خطرناک ہے کہ انسانی زندگی کی روح ہی ختم کر دیتا ہے بلکہ خود انسانی اقدار کے لیے خطرہ بن جاتا ہے لہٰذا اس بیماری کا علاج ضروری ہے۔

---

[۱] بخاری شریف کتاب الرقاق رقم الحدیث ٦٤٢١

[۲] بخاری شریف کتاب الرقاق رقم الحدیث ٦٤٤٦

حرص کا ایک مجرب علاج :

حرص کے مرض کو ختم کرنے کے لیے اُن احادیث کو پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے جن میں دنیا کی مذمت وارد ہوئی ہے مثلاً ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا : اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنت ہے [1] یعنی مومن کو دنیا میں اس طرح رہنا چاہیے جیسے ایک قیدی قید خانے میں رہتا ہے کہ قید خانہ کی کوئی چیز اُسے اچھی نہیں لگتی بلکہ وہ ہر قیمت پر قید سے باہر آنے کی تگ و دو کرتا رہتا ہے اسی طرح مومن کو دنیا میں رہتے ہوئے یہاں کی چیزوں سے لو لگانے اور اس کی حرص و طمع کے بجائے آخرت میں جانے کا سامان اور اسباب فراہم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

اسی طرح ایک اور روایت میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے :

مَنْ اَحَبَّ دُنْیَاہُ اَضَرَّ بِاٰخِرَتِہٖ وَمَنْ اَحَبَّ اٰخِرَتَہٗ اَضَرَّ دُنْیَاہُ فَاٰثِرُوْا مَا یَبْقٰی عَلٰی مَا یَفْنٰی. [2]

''جو اپنی دنیا سے لگاؤ رکھے گا وہ اپنی آخرت کا نقصان کرے گا اور جو اپنی آخرت پسند کرے گا وہ اپنی دنیا گنوائے گا لہٰذا فنا ہونے والی دنیا کے مقابلے میں باقی رہنے والی آخرت کو ترجیح دو۔''

دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلہ میں سمندر کے ایک قطرہ کے برابر بھی نہیں ہے لہٰذا عقلمندی اور عاقبت اندیشی کا تقاضا یہ ہے کہ چند روزہ زندگی کے لیے حرص کر کے اپنی آخرت کو برباد نہ کیا جائے۔ اسی طرح حرص کو ختم کرنے کے لیے یہ یقین بھی بہت مفید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے جو رزق پہلے سے متعین کر دیا ہے وہ ہمیں بہرحال مل کر رہے گا اور ہماری موت اُس وقت تک نہیں آسکتی جب تک کہ ہم اپنے لیے مقدر کے ہر ہر لقمے کو حاصل نہ کرلیں۔ متعدد احادیث میں اس سلسلہ میں مضامین وارد ہوئے ہیں۔ علاوہ ازیں حرص کو ختم کر کے قناعت کا جذبہ پیدا کرنے کے لیے جنابِ رسول اللہ ﷺ

[1] مسلم شریف رقم الحدیث ۲۹۵۶ [2] مشکوۃ شریف کتاب الرقاق رقم الحدیث ۵۱۷۹

نے ایک نہایت پرتاثیر نسخہ تجویز فرمایا ہے جو درج ذیل ارشادِ گرامی میں موجود ہے آپ فرماتے ہیں :

اِذَا نَظَرَ اَحَدُکُمْ اِلٰی مَنْ فُضِّلَ عَلَیْہِ فِی الْمَالِ وَالْخَلْقِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی مَنْ ھُوَ اَسْفَلُ مِنْہُ .[۱]

''جب تم میں کسی شخص کی نظر ایسے آدمی پر پڑے جسے مال یا صحت وتندرستی میں اس پر فضیلت حاصل ہو تو اُس شخص کو چاہیے کہ وہ اپنے سے نیچے درجے کے آدمی پر نظر کرے۔''

عموماً مال میں حرص کی بنیاد یہی ہوتی ہے کہ آدمی ہمیشہ اُوپر والوں کی طرف نظر کرتا ہے مثلاً تین کروڑ والا تو چار کروڑ والے پر نظر کرے گا، چار والا ہے تو پانچ والے پر نظر کرے گا اس طرح کسی بھی حد پر اُسے قناعت نصیب نہیں ہوتی، لیکن اگر آدمی اپنے سے نیچے والوں کو دیکھنے لگے تو شکر کا جذبہ بھی عطا ہوتا ہے اور حرص کا اصل سبب بھی ختم ہو جاتا ہے اس لیے کوشش کرنی چاہیے کہ اس مرض کا ہمارے دل سے خاتمہ ہو اور آخرت کے فوائد کو حاصل کرنے کا جذبہ پیدا ہو۔

بخل :

دنیا کی محبت سے جو امراض پھیلتے ہیں اُن میں ایک مہلک مرض ''بخل'' ہے جو انسان کو بہت سے اعمالِ خیر سے روکنے کا سبب بنتا ہے ایک حدیث میں جنابِ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

صَلَاحُ اَوَّلِ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ بِالزَّھَادَۃِ وَالْیَقِیْنِ وَھَلَاکُھَا بِالْبُخْلِ وَالْاَمَلِ.[۲]

''اس اُمت کی سب سے پہلی صلاح کا سبب یقین اور زہد (کے اوصاف) تھے اور اس میں بگاڑ کی ابتداء بخل اور ہوس سے ہوگی۔''

بخیل مال کی محبت میں ایسا مجبور ہو جاتا ہے کہ عقل کے تقاضے اور شرعی واضح حکم کے باوجود اُسے خرچ کرنا بہت سخت ترین بوجھ معلوم ہوتا ہے اُس کی اس کیفیت کو درج ذیل حدیث میں اس طرح واضح فرمایا گیا :

---

[۱] مشکوۃ شریف کتاب الرقاق رقم الحدیث ۵۲۴۲ [۲] الطبرانی فی الاوسط ج ۸ ص ۳۱۶

مَثَلُ الْبَخِيْلِ وَالْمُتَصَدِّقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُنَّتَانِ مِنْ حَدِيْدٍ قَدْ اضْطُرَّتْ اَيْدِيْهِمَا اِلٰى ثُدِيِّهِمَا وَتَرَاقِيْهِمَا فَجَعَلَ الْمُتَصَدِّقُ كُلَّمَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ اِنْبَسَطَتْ عَنْهُ وَجَعَلَ الْبَخِيْلَ كُلَّمَاهَمَّ بِصَدَقَةٍ قَلَصَتْ وَاَخَذَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ بِمَكَانِهَا . (مسلم شريف ج ١ ص ٣٢٨ ، مشكوة شريف ج ١ ص ١٦٣)

''کنجوس آدمی اور صدقہ خیرات کرنے والے آدمی کی مثال ایسے دو شخصوں کی طرح ہے جو لوہے کی دو زرہیں پہنے ہوئے ہوں جس کی (تنگی کی) وجہ سے اُن کے دونوں ہاتھ اُن کے سینے اور گردن سے چمٹ گئے ہوں، پس جب صدقہ دینے والا صدقہ دینا شروع کرتا ہے تو اُس کی زرہ کھلتی چلی جاتی ہے (انبساط کے ساتھ اپنا ارادہ پورا کرتا ہے) اور جب بخیل کچھ صدقہ کا ارادہ کرتا ہے تو زرہ کے سب اجزاء مل جاتے ہیں اور ہر ہر جوڑ اپنی جگہ پکڑ لیتا ہے (جس کی بنا پر بخیل کے لیے صدقہ کے ارادہ کو کو پورا کرنا بڑا مشکل ہو جاتا ہے)۔''

ضروری اور واجبی جگہوں پر خرچ کرنے میں بخل کرنا قرآنِ کریم میں کافروں اور منافقوں کا عمل بتایا گیا ہے، بالخصوص زکوة فرض ہونے کے باوجود زکوة نہ نکالنا بدترین عذاب کا موجب ہے ارشادِ خداوندی ہے :

﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ○ يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ﴾ (التوبة : ٣٤)

''اور جو لوگ سونا چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اُن کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے سو آپ اُن کو ایک بڑی دردناک سزا کی خبر سنا دیجئے جو کہ اُس روز واقع ہوگی کہ اُن کو دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا پھر اُن سے ان لوگوں کی پیشانیوں اور اُن کی کروٹوں اور اُن کی پشتوں کو داغ دیا جائے گا (اور یہ جتلایا جائے گا کہ) یہ وہ ہے جس کو تم نے اپنے واسطے جمع کر رکھا تھا سو اب اپنے جمع کرنے کا مزہ چکھو۔''

ایک عبرتناک واقعہ :

دورِ نبوی میں ایک شخص ثعلبہ بن اَبی حاطب تھا، اُس نے نبی اکرم ﷺ سے درخواست کی کہ آپ اس کے لیے مالی وسعت کی دعا فرمادیں، آپ نے فرمایا ''اے ثعلبہ تھوڑا مال جس کا تم شکرادا کرسکو وہ اُس زیادہ مال سے بہتر ہے جس کا تم حق ادا نہ کرسکو۔'' اُس نے پھر درخواست دہرائی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا : اے ثعلبہ ! کیا تو اللہ کے نبی کی حالت کی طرح اپنانے پر راضی نہیں اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر میں چاہوں کہ سونے چاندی کے پہاڑ میرے ساتھ چلیں تو وہ چلنے پر تیار ہوجائیں (مگر مجھے یہ پسند نہیں) یہ سن کر ثعلبہ بولا : اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو رسولِ برحق بنا کر بھیجا ہے، اگر آپ نے اللہ سے دعا کردی اور مجھے اللہ نے مال دے دیا تو میں ضرور حقدار کو اس کا حق ادا کروں گا تو آنحضرت ﷺ نے دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ ثَعْلَبَۃَ مَالًا ''اے اللہ! ثعلبہ کو مال عطا فرما'' چنانچہ ثعلبہ نے کچھ بکریاں پال لیں تو ان میں کیڑے مکوڑوں کی طرح زیادتی ہوئی تا آنکہ مدینہ کی رہائش اس کے لیے تنگ پڑگئی چنانچہ وہ آبادی سے ہٹ کر قریب کی ایک وادی میں مقیم ہوگیا اور صرف دن کی دو نمازیں ظہر اور عصر مسجد نبوی میں پڑھتا تھا بقیہ نمازوں میں نہیں آتا تھا پھر بکریاں اور زیادہ بڑھ گئیں کہ وہ وادی بھی تنگ پڑنے لگی تو وہ اور دُور چلا گیا کہ ہفتہ میں صرف جمعہ کی نماز کے لیے مدینہ آیا کرتا تھا حتی کہ یہ معمول بھی چھوٹ گیا، اب جو قافلے راستے سے گزرتے تھے ان سے مدینہ کے حالات معلوم کرنے ہی پر اکتفاء کرتا تھا۔ اسی دوران ایک روز آنحضرت ﷺ نے صحابہ سے پوچھا کہ ''ثعلبہ کہاں ہے'' تو لوگوں نے بتایا کہ اُس نے بکریاں پالی تھیں وہ اتنی زیادہ بڑھیں کہ اُس کے لیے مدینہ میں رہنا مشکل ہوگیا چنانچہ وہ دُور چلا گیا ہے تو نبی اکرم ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا یَاوَیْحَ ثَعْلَبَۃَ (ہائے ثعلبہ کی تباہی) پھر جب صدقات وصول کرنے کا حکم نازل ہوا تو آنحضرت ﷺ نے قبیلہ جُہینہ اور بنوسلیم کے دو آدمیوں کو ثعلبہ اور ایک سلمی شخص کا صدقہ وصول کرنے بھیجا وہ دونوں سفیر پہلے ثعلبہ کے پاس پہنچے اور اس سے زکوۃ کا مطالبہ کیا اور آنحضرت ﷺ کی تحریر پڑھ کر سنائی

وہ بولا یہ تو جزیہ (ٹیکس) ہے، میں نہیں جانتا یہ کیا ہے ؟ اور اب تم جاؤ دوسرے لوگوں سے نمٹ کر میرے پاس آنا، وہ دونوں اس کے بعد سلمی شخص کے پاس گئے اُس نے بطیّبِ خاطر جو حق بنتا تھا وہ بہتر انداز میں عطا کیا پھر اور لوگوں سے صدقات وصول کر کے واپسی میں پھر وہ ثعلبہ کے پاس آئے، اُس نے اب بھی انہیں ٹیکس کہہ کر ٹال دیا اور کہا کہ جاؤ میں سوچوں گا، وہ دونوں آنحضرت ﷺ کی خدمت حاضر ہوئے اور انہوں نے ابھی رُوداد سنائی بھی نہ تھی کہ پیغمبر علیہ الصلٰوۃ والسلام نے ثعلبہ کے بارے میں یَاوَیْحَ ثَعْلَبَةَ (ثعلبہ پر افسوس ہے) فرمایا اور سلمی شخص کے لیے برکت کی دعا فرمائی چونکہ ثعلبہ نے صدقہ سے انکار کر کے اپنے اُس وعدہ اور معاہدہ کی خلاف ورزی کی تھی جو اُس نے پیغمبر علیہ السلام کے سامنے کیا تھا کہ میں مال کا حق ادا کروں گا، اس لیے اس موقع پر قرآنِ کریم کی یہ آیتیں نازل ہوئیں :

﴿ وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتَانَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ٥ فَلَمَّا اٰتَاهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ٥ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَا اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ٥ اَلَمْ يَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴾ (التوبة : ۷۸)

''اور بعضے ان میں سے وہ ہیں کہ عہد کیا تھا اللہ سے اگر دیوے ہم کو اپنے فضل سے تو ہم ضرور خیرات کریں اور ہوں گے نیکی والوں میں، پھر جب دیا اُن کو اپنے فضل سے تو اُس میں بخل کیا اور پھر گئے ٹلا کر، پھر اِس کا اثر رکھ دیا نفاق ان کے دلوں میں جس دن تک کہ وہ اُس سے ملیں گے۔ اس وجہ سے کہ اُنہوں نے خلاف کیا اللہ سے جو وعدہ اُس سے کیا تھا اور اس وجہ سے کہ بولتے تھے جھوٹ، کیا وہ جان نہیں چکے کہ اللہ جانتا ہے اُن کا بھید اور ان کا مشورہ اور یہ کہ اللہ خوب جانتا ہے سب چھپی باتوں کو۔''

جب یہ خبر ثعلبہ کو خبر پہنچی تو وہ اپنا صدقہ لے کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور اسے قبول کرنے کی درخواست کی، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تیرا صدقہ قبول کرنے

سے منع فرمادیا ہے، تو وہ اپنے سر پر مٹی ڈال کر اظہار افسوس کرنے لگا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ تیرے عمل بد کی نحوست ہے تو نے میری بات کیوں نہیں مانی ؟ یہ سن کر واپس چلا آیا، پھر آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد اُس نے حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت فاروقِ اعظمؓ اور حضرت عثمانؓ کے سامنے اپنا مال پیش کیا مگر اِن سب حضرات نے یہ کہہ کر اُس کا مال لینے سے انکار کردیا کہ جب آنحضرت ﷺ نے قبول نہیں کیا تو ہم کیسے قبول کر سکتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۶۲۲ طبع جدید دارالسلام ریاض)

دیکھئے مال کی محبت، حرص اور بخل نے اس شخص کو کیسا راندۂ درگاہ بنادیا اس لیے لازم ہے کہ جب کوئی شرعی مالی حق اپنے ذمہ میں واجب ہو جائے تو نہایت خوش دلی سے اُسے ادا کیا جائے اگر اس میں بخل ہوگا تو یہ اس بات کی دلیل ہوگی کہ اُس کا دل ایک مہلک روحانی بیماری میں مبتلا ہے۔

زکوۃ کی ادائیگی میں بخل کرنے والوں کے لیے بھیانک سزا :

اس دور میں زکوۃ کو ایک بڑا بوجھ سمجھا جانے لگا ہے اسراف اور فضول خرچی تو عام ہے ایک ایک تقریب پر لاکھوں لاکھ روپے پانی کی طرح بہادیے جاتے ہیں لیکن حساب لگا کر زکوۃ نکالنا طبیعت کو بڑا شاق اور گراں گزرتا ہے اسی بنا پر اگر کوئی مدرسہ کا سفیر یا مستحق فقیر کسی مالدار شخص کے دروازے پر پہنچ جائے تو اُس کی پیشانی پر سلوٹیں پڑ جاتی ہیں، موڈ خراب ہو جاتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ جلد سے جلد یہ سائل اس کے سامنے سے ہٹ جائے، کئی چکر کٹوانے کے بعد اگر کچھ زکوۃ کے نام پر رقم دی بھی جاتی ہے تو انداز ایسا ہوتا ہے گویا اس پر بڑا احسان کیا جارہا ہو، یہ سب تنگ ظرفی اور آخرت سے غفلت کی علامتیں ہیں۔ اگر ایسے حضرات زکوۃ کے بارے میں شریعت کے تاکیدی احکام اور زکوۃ نہ دینے کے بارے میں رونگٹے کھڑے کردینے والی وعیدیں پیش نظر رکھیں (اور بہت سے خوش نصیب حضرات اس کا خیال رکھتے بھی ہیں) تو وہ نہ زکوۃ دینے سے جی چرائیں گے اور نہ زکوۃ لینے والوں کو برا سمجھیں گے۔ اس وقت وعیدوں سے متعلق چند روایتیں ذکر کی جاتی ہیں۔

(۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَامِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَلَا فِضَّةٍ لَایُؤَدِّیْ مِنْهَا حَقَّهَا اِلَّا اِذَاکَانَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ صُفِّحَتْ لَهٗ صَفَائِحُ

مِنْ نَارٍ فَاُحْمِیَ عَلَیْھَا فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ فَیُکْوٰی بِھَا جَنْبُہٗ وَجَبِیْنُہٗ وَظَھْرُہٗ کُلَّمَا رُدَّتْ اُعِیْدَتْ لَہٗ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰی یُقْضٰی بَیْنَ الْعِبَادِ فَیَرٰی سَبِیْلَہٗ اِمَّا اِلَی الْجَنَّةِ وَاِمَّا اِلَی النَّارِ.[۱]

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جو کوئی بھی سونے اور چاندی کا مالک اُس کا حق ادا نہ کرے گا (یعنی زکوة نہ دے گا) مگر یہ کہ قیامت کے دن اُس کے لیے آگ کے پترے تیار کیے جائیں گے جنہیں جہنم کی آگ میں تپا کر اُس کے پہلو، پیشانی اور پیٹھ کو داغا جائے گا اور جب ایک پتر تپایا جائے گا تو اُس کی جگہ دوبارہ لایا جائے گا ایسے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی (اور یہ عمل اس کے ساتھ برابر جاری رہے گا) تا آنکہ بندوں کے درمیان فیصلے کی کارروائی پوری ہو، پھر اسے معلوم ہوگا کہ اس کا ٹھکانا جنت ہے یا جہنم۔''

یہ روایت طویل ہے کہ اس میں آگے ذکر ہے کہ اگر وہ اپنے مملوکہ مویشوں اُونٹ گائے یا بکری کی زکوة نہ نکالے گا تو یہ جانور بڑے سے بڑے ہونے کی حالت میں اپنے مالک کو اپنے سینگوں پیروں اور کھروں سے روندڈالیں گے۔ اَعَاذَنَا اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

(۲) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ آتَاہُ اللّٰہُ مَالاً فَلَمْ یُؤَدِّ زَکٰوتَہٗ مُثِّلَ لَہٗ مَالُہٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ لَہٗ زَبِیْبَتَانِ یُطَوَّقُہٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ثُمَّ یَأْخُذُ بِلَھْزَمَتَیْہِ یَعْنِیْ بِشِدْقَیْہِ ثُمَّ یَقُوْلُ اَنَا مَالُکَ ! اَنَا مَالُکَ ثُمَّ تَلَا : ﴿ وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ الخ ﴾.[۲]

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ مال و دولت سے نوازے پھر وہ اُس کا حق ادا نہ کرے تو وہ

---

[۱] مشکوة شریف کتاب الزکوة رقم الحدیث ۱۷۷۳ [۲] بخاری شریف رقم الحدیث ۱۴۰۳

مال اُس کے سامنے قیامت کے دن ایک گنجے ناگ کی شکل میں لایا جائے گا جس کی آنکھ کے اُوپر دو سیاہ نقطے ہوں گے (جو اُس سانپ کے شدید زہریلے ہونے کی نشانی ہے) یہ سانپ اُس مالدار کے گلے میں قیامت کے روز طوق بن جائے گا پھر اس کا جبڑا پکڑ کر کہے گا : میں ہوں تیرا مال، میں ہوں تیرا خزانہ۔

پھر آنحضرت ﷺ نے یہ آیتِ شریفہ تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ''اور خیال کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اس چیز پر جو اللہ نے ان کو دی ہے اپنے فضل سے کہ یہ بخل بہتر ہے ان کے حق میں، بلکہ یہ بہت بُرا ہے ان کے حق میں طوق بنا کر ڈالا جائے گا ان کو گلوں میں وہ مال جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن۔

(۳) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَامِنْ یَوْمٍ یُصْبِحُ الْعِبَادُ فِیْہِ اِلَّا مَلَکَانِ یَنْزِلَانِ فَیَقُوْلُ اَحَدُھُمَا اَللّٰھُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَّیَقُوْلُ الْاٰخَرُ اَللّٰھُمَّ اَعْطِ مُمْسِکًا تَلَفًا .[1]

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کوئی بھی دن جس میں اللہ کے بندے صبح کرتے ہیں ایسا نہیں گزرتا کہ اُس میں آسمان سے دو فرشتے نازل نہ ہوتے ہوں اُن میں سے ایک یہ دعا کرتا ہے اے اللہ (نیک کام میں) خرچ کرنے والے کو نعم البدل عطا فرما اور دوسرا فرشتہ یہ دعا کرتا ہے اے اللہ کنجوسی کرنے والوں کو مالی نقصان سے دوچار فرما۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مالی حق ادا کرنے سے رُوگردانی خود مالی اعتبار سے بھی مفید نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وقتی طور پر جی خوش ہوجائے کہ ہم نے اتنا مال بچالیا مگر فرشتے کی مقبول بددعا کے اثر سے جب مال کی بربادی لازم آئے گی یہ تو ساری خوشی سیکنڈوں میں کافور ہوجائے گی۔

---

[1] بخاری شریف کتاب الزکوۃ رقم الحدیث ۱۴۴۲ ، مسلم شریف رقم الحدیث ۱۰۱۰

یاد رکھیے مال کی حفاظت اور ترقی زکوۃ وصدقات کے روکنے میں نہیں بلکہ اس کی ادائیگی میں ہے جیسا کہ حدیثِ بالا سے معلوم ہوا کہ خرچ کرنے والے کے حق میں فرشتے تلافی کی دعا کرتے ہیں اور تجربہ بھی یہی بتاتا ہے کہ جس مال کی زکوۃ حساب لگا کر ادا کر دی جاتی ہے وہ مال آفات سے محفوظ ہو جاتا ہے حتی کہ ایسے بھی واقعات ہیں کہ مال چوری ہو گیا مگر پھر حیرت انگیز طریقے پر بلا کم وکاست دوبارہ دستیاب ہو گیا۔

ہمارے ایک کرم فرما دوست جو ماشاء اللہ پورے اہتمام کے ساتھ زکوۃ نکالتے ہیں ایک مرتبہ ان کی فرم سے کئی لاکھ روپے نقد چوری ہو گئے، بظاہر نقد روپیہ ملنے کا امکان نہیں تھا کیونکہ انہیں منٹوں میں کہیں سے کہیں بھی پہنچایا جا سکتا ہے لیکن دو چار روز کے اندر ہی ان کی پوری رقم بحفاظت برآمد ہو گئی، یہ زکوۃ نکالنے کی برکت نہیں تو اور کیا ہے۔

الغرض مالی حقوق کی انجام دہی میں بخل سے کام لینا ایک بدترین روحانی مرض ہے جو دنیا اور آخرت دونوں جگہ ذلت اور رسوائی کا باعث ہوتا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ ارشاد فرماتے ہیں :

> ''سخی شخص لوگوں کا سردار بن گیا اور بخیل شخص ذلیل ہو گیا، اللہ تعالیٰ نے مالداروں کے مال میں فقیروں کی روٹی مقرر کی ہے، کسی مالدار کی کنجوسی کے سبب ہی سے دنیا میں کوئی فقیر بھوکا رہتا ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس بارے میں مالداروں سے پوچھ گچھ کرے گا۔'' (الترغیب والترہیب ص ۸۶)

لہٰذا ہمیں اپنے اندر سے بخل اور کنجوسی دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور سخاوت کی مبارک صفت سے متصف ہو کر دنیا اور آخرت کی برکتیں حاصل کرنی چاہئیں۔ (جاری ہے)

محرم الحرام کی فضیلت

﴿ حضرت مولانا مفتی سیّد عبد الکریم صاحب گمتھلوی ﴾

اِرشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ سب روزوں سے افضل رمضان کے بعد اللہ تعالیٰ کا مہینہ محرم ہے (یعنی اِس کی دسویں تاریخ کو روزہ رکھنا رمضان کے سوا اور سب مہینوں کے روزہ سے زیادہ ثواب رکھتا ہے)۔ (مسلم شریف)

جب آنحضرت ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو یہود کو عاشورہ کا روزہ رکھتے ہوئے پایا اس لیے آپ نے اُن سے فرمایا : یہ کیا دن ہے جس میں تم روزہ رکھتے ہو ؟ اُنہوں نے کہا یہ بڑا دن ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور اُن کی قوم کو نجات عطا فرمائی اور فرعون اور اُس کی قوم غرق ہوئی لہٰذا موسیٰ علیہ السلام نے اس کا روزہ بطورِ شکر کے رکھا تو ہم بھی اس کا روزہ رکھتے ہیں، اِرشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ہم زیادہ حقدار ہیں موسیٰ علیہ السلام کے تم سے پھر حضور ﷺ نے اس کا روزہ رکھا اور (دوسروں کو) اس کے روزہ کا حکم دیا۔ (متفق علیہ)

نیز اِرشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میں اُمید رکھتا ہوں حق تعالیٰ سے کہ عاشورا کا روزہ کفارہ ہوجاتا ہے اُس سال کا (یعنی اُس سال کے چھوٹے گناہوں کا) جو اِس سے پیشتر (گزر چکا) ہے۔

اور حدیث شریف میں ہے کہ جب رسولِ خدا ﷺ نے روزہ رکھا اور اُس کے روزہ کا حکم دیا تو اُنہوں نے (یعنی صحابہؓ نے) عرض کیا کہ یہ ایسا دن ہے جس کو یہود اور نصاریٰ معظم سمجھتے ہیں تو آپ نے اِرشاد فرمایا کہ اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو نو تاریخ کو (بھی) ضرور روزہ رکھوں گا۔

اور اِرشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ روزہ رکھو تم عاشورہ کا اور مخالفت کرو اِس میں یہود کی اور (وہ اس طرح کہ) روزہ رکھو اس سے ایک دن پہلے کا یا ایک دن بعد کا (غرض تنہا عاشورہ کا روزہ نہ رکھو، اس سے ایک دن پہلے کا یا بعد کا ملا لینا چاہیے)۔

اور حدیث شریف میں ہے کہ عاشورہ کا روزہ رمضان (کے روزے فرض ہونے) سے پیشتر (بطورِ فرضیت) رکھا جاتا تھا، پس جب رمضان (کے روزوں کا حکم) نازل ہوا تو جس نے چاہا (عاشورا کا روزہ) رکھا اور جس نے چاہا نہ رکھا۔(جمع الفوائد)

اِرشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس شخص نے فراخی کی اپنے اہل وعیال پر خرچ میں عاشورہ کے دن، فراخی کرے گا اللہ تعالیٰ اُس پر (رزق میں) تمام سال، پس یہ دو باتیں تو کرنے کی ہیں : ایک روزہ رکھنا کہ وہ مستحب ہے، دُوسرے مصارف میں کچھ فراخی کرنا (اپنی حیثیت کے موافق) اور یہ مباح ہے، اِس کے علاوہ اور سب باتیں جو اس دن میں کی جاتی ہیں خرافات ہیں، لوگ اس دن میلہ لگاتے ہیں اور حضراتِ اہلِ بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مصائب کا ذکر کرتے ہیں اور اُن کا ماتم کرتے ہیں اور مرثیہ پڑھتے ہیں اور روتے چلاتے بھی ہیں اور بعض لوگ تو تعزیہ اور عَلَم وغیرہ بھی نکالتے ہیں اور اُن کے ساتھ شرک و کفر کا معاملہ کرتے ہیں، یہ سب باتیں واجب الترک ہیں، شریعت میں اس ماتم وغیرہ کی کوئی اصل نہیں ہے بلکہ اِن سب اُمور کی سخت ممانعت آئی ہے۔

تنبیہ :

بعض لوگ اس روز مسجد وغیرہ میں جمع ہو کر ذکرِ شہادت وغیرہ سناتے ہیں، اِس میں ثقہ لوگ بھی غلطی سے شریک ہوجاتے ہیں اور بعض اہلِ علم بھی اس کو جائز سمجھنے کی عظیم غلطی میں مبتلا ہیں، درحقیقت یہ بھی ماتم ہے گو مہذب طریقہ سے ہے کہ سینہ وغیرہ وحشی لوگوں کی طرح نہیں کوٹتے لیکن حقیقت ماتم کی یہاں بھی موجود ہے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ.

جگر گوشۂ رسول خاتونِ جنت سیّدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کی عفت مآبی
خواتین اسلام کے لیے مثالی نمونہ

﴿ حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری، انڈیا ﴾

آج کل فلم، ماڈلنگ، سیاست، مردانہ ماحول میں ملازمت اور ہوائی ضیافت (ایئر ہوسٹس) وغیرہ حیا سوز شعبوں کی طرف جدید تعلیم یافتہ لڑکیوں کا رجحان بڑھتا جا رہا ہے اور دنیوی چمک دمک، زیب وزینت اور مال ودولت کی ہوس کے مقابلہ میں عفت وعصمت اور پاکبازی اور پاکیزگی کی بظاہر کوئی حیثیت نہیں رہ گئی ہے جس سے معاشرہ جنسی انارکی اور گندگی کی طرف بڑھ رہا ہے، ایسے ماحول میں ہمیں سنجیدگی سے سوچنا ہوگا کہ ہماری خواتین کے لیے مثالی نمونہ اور آئیڈیل یہ بے غیرت عورتیں ہیں جنہوں نے آج دنیا کو بدبودار بنا رکھا ہے یا وہ پاکباز اور عفت مآب اسلام کی نامور خواتین ہیں جن کو ان کے تقدس کے بدولت دنیا میں بھی بے مثال عزت ملی اور آخرت میں بھی عزت کا تاج ان ہی کے سر پر ہوگا۔

اسی تناظر میں درج ذیل مضمون لکھا گیا ہے جسے خواتین بالخصوص اسکول اور کالج میں پڑھنے والی نوخیز طالبات تک پہنچانے کی ضرورت ہے، بہتر ہوگا کہ گھر کی عورتوں کو جمع کر کے اس مضمون کو سنا دیا جائے تاکہ اُن کے اندر حیا باختہ لڑکیوں اور عورتوں کی ہم سری کی بجائے خاتون جنت، جگر گوشۂ نبوت، والدۂ سیّدنا حضرت حسن وحسینؓ، سیّدتنا حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان جیسی مقدس ومکرم خواتین کے طریقوں پر چلنے کا جذبہ پیدا ہو اُمید ہے کہ اس گزارش پر توجہ دی جائے گی۔

حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، نبی اکرم ﷺ کی سب سے چہیتی صاحبزادی تھیں نبی اکرم ﷺ نے ان کے متعلق کئی مرتبہ یہ ارشاد فرمایا کہ اِنَّمَا فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّيْ يُؤْذِيْنِيْ مَا اٰذَاهَا.[1] یعنی فاطمہ میرے بدن کا ٹکڑا ہے جس بات سے انہیں تکلیف پہنچتی ہے اس سے مجھے بھی اذیت ہوتی ہے۔

---

[1] مسلم شریف رقم الحدیث ۲۴۴۹

پیغمبر علیہ السلام کا معمول تھا کہ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو مسجد میں نماز پڑھنے کے بعد سب سے پہلے سیّدہ فاطمہؓ سے ملنے کے لیے تشریف لے جاتے، اس کے بعد ازاج مطہراتؓ کے پاس رونق افروز ہوتے تھے، چنانچہ ایک مرتبہ آپ سفر سے واپس آکر سیّدہ فاطمہؓ کے مکان پر تشریف لے گئے تو صاحبزادی سیدہ فاطمہؓ مکان کے دروازہ پر استقبال کے لیے موجود تھیں، وہ اپنی جان سے زیادہ عزیز والد ماجد کو دیکھ کر بے تاب ہوگئیں، آپ کے چہرۂ انور اور آنکھوں کا بوسہ دیا اور پھر بے اختیار رو پڑیں، پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا: بیٹی ! ''روتی کیوں ہو'' ؟ حضرت فاطمہؓ نے جواب دیا کہ میں آپ کو پراگندہ بال، تھکا ہوا دیکھ رہی ہوں اور آپ کے کپڑے بھی پرانے ہو چکے ہیں (اس لیے کہ اس وقت سفر سے واپسی کی وجہ سے جسد اطہر پر سفر کے اثرات نمایاں تھے جسے دیکھ کر حضرت سیّدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دل بھر آیا) پیغمبر علیہ السلام نے جواب دیا کہ ''بیٹی ! رونے کی ضرورت نہیں، بات یہ ہے کہ تمہارے باپ کو اللہ تعالیٰ نے ایک ذمہ داری دے کر بھیجا ہے، وہ یہ ہے کہ رُوئے زمین پر کوئی کچا پکا گھر باقی نہ بچے جہاں دینِ اسلام داخل نہ ہو جائے اور دین ہر اُس جگہ پہنچ جائے جہاں تک رات آتی ہے۔'' (یعنی میں اِس حکم کی تعمیل میں یہ مشقتیں برداشت کر رہا ہوں اس لیے اس پر غمزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے)۔ (نساء فی ظل رسول اللہ حاشیہ عن الطبرانی والحاکم ۳۳۶)

خاتونِ جنت کا اعزاز :

اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے مرض الوفات میں آپ کے قریب سب ہی ازواجِ مطہراتؓ حاضر تھیں، اسی درمیان سیّدہ فاطمہؓ چلتی ہوئی تشریف لائیں جن کے چلنے کا انداز ہو بہو پیغمبر علیہ السلام کی چال کے مشابہ تھا، جب آنحضرت ﷺ نے ان کو دیکھا تو ان کا یہ کہتے ہوئے استقبال کیا: مَرْحَبًا بِابْنَتِیْ (میری بیٹی کا آنا مبارک ہو) پھر آپ نے ان کو اپنی بائیں یا دائیں جانب بٹھالیا، اس کے بعد نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت فاطمہؓ سے کان میں کچھ سرگوشی کی جس کو سنتے ہی حضرت فاطمہؓ بہت زیادہ رونے لگیں، جب رسول اللہ ﷺ نے ان کی بے قراری دیکھی تو آپ نے ان سے دوبارہ سرگوشی کی جس پر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فورًا

ہنس پڑیں (ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اپنی زندگی میں کسی کو غم کے بعد اتنی جلدی خوش ہوتے نہیں دیکھا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ان کو روتا دیکھ کر میں نے حضرت فاطمہؓ سے کہا کہ آپ روکیوں رہی ہیں حالانکہ پیغمبر علیہ السلام نے تمام ازواجِ مطہرات کو ن چھوڑ کر آپ سے سرگوشی کی ہے) اس کے بعد جب مجلس ختم ہوئی تو میں نے حضرت فاطمہؓ سے پوچھا کہ آپ سے پیغمبر علیہ السلام نے کیا سرگوشی کی تھی ؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں پیغمبر علیہ السلام کے راز کو ظاہر نہیں کروں گی، پھر جب نبی اکرم علیہ السلام کی وفات ہوگئی تو میں نے حضرت فاطمہؓ سے ان پر اپنے حقِ قرابت کا حوالہ دے کر درخواست کی کہ وہ اُس دن کی سرگوشی کے بارے میں ضرور بتائیں تو حضرت فاطمہؓ نے فرمایا کہ ہاں ! اب میں بتاؤں گی، پھر بتانا شروع کیا اور فرمایا کہ

''جب پہلی مرتبہ آپ ﷺ نے سرگوشی کی تو یہ فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہر سال میرے ساتھ ایک مرتبہ قرآنِ پاک کا دور فرماتے تھے اس مرتبہ اُنہوں نے دو مرتبہ دور فرمایا اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ میرے دنیا سے پردہ فرمانے کا وقت قریب آگیا ہے، اس لیے بیٹی ! اللہ سے ڈرتی رہنا اور صبر کرتی رہنا کیونکہ میں تمہارے لیے بہتر سلف (آگے جانے والا) ہوں۔''

چنانچہ میں رو پڑی، جیسا کہ آپؓ نے اس دن دیکھا، پھر جب آپ نے میری بے قراری محسوس کی تو دوسری مرتبہ سرگوشی کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا کہ

''بیٹی ! کیا تم اِس پر راضی نہیں ہو کہ تمہیں تمام مؤمن عورتوں کا یا اِس اُمت کی عورتوں کا سردار بنا دیا جائے ؟ اور ایک روایت میں ہے کہ کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ تمہیں اہلِ جنت کی عورتوں کی سردار بنا دیا جائے ؟''

یہ سن کر مجھے ہنسی آگئی، جیسا کہ آپؓ نے اُس دن دیکھا۔[1]

---

[1] مسلم شریف رقم الحدیث ٢٤٥٠ و بخاری شریف رقم الحدیث ٣٦٢٣

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آسمان سے ایک فرشتہ اُترا جس نے اللہ تعالیٰ سے مجھے سلام کرنے کی اجازت مانگی تھی ، وہ فرشتہ اس سے قبل کبھی نازل نہ ہوا تھا چنانچہ اُس نے آکر مجھے یہ بشارت سنائی کہ '' فاطمہؓ اہلِ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں'' ؎۱

سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خاتونِ جنت ہونے کا اعزاز محض اس لیے نہیں ملا کہ وہ سیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی چہیتی صاحبزادی تھی اور نہ اس لیے ملا کہ وہ صاحبِ حسن و جمال تھیں بلکہ اُن کی عزت کا اصل سبب اور جوہر وہ اخلاقی کردار ہے جس کا اُنہوں نے دنیا کے سامنے عملی نمونہ پیش کیا ، اگر وہ بے مثال کردار نہ ہوتا تو محض نبی کی قرابت یا ذاتی خوبصورتی ان کو '' خاتونِ جنت'' کا اعزاز دلانے کے لیے کافی نہیں ہوسکتی تھی ۔

عفت مآبی کے سلسلہ میں حضرت فاطمہؓ کا نظریہ :

دنیا والے یہ سمجھتے ہیں کہ بہترین عورت وہ ہے جو حسن و جمال والی ہو ، زیب وزینت اور میک اَپ کی دلدادہ ہو ، محفلوں اور بازاروں اور تفریح گاہوں میں آنے جانے میں اُسے کوئی عار نہ ہو ، ایسی ہی عورتوں کو آج پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور اس معاملہ میں خواتین ایک دوسرے پر سبقت کرتی نظر آتی ہیں لیکن خاتونِ جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کردار اس بارے میں کیا ہے اس کا اندازہ درج ذیل واقعہ سے ہوسکتا ہے :

'' حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کی مجلس میں یہ ذکر چل رہا تھا کہ عورت کے لیے کون سی بات سب سے اچھی ہے ؟ اہلِ مجلس خاموش رہے ، بعد میں حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ گھر تشریف لے گئے اور جا کر سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ آج مجلسِ نبوت میں یہ ذکر چل رہا تھا کہ کون سی عورت سب سے اچھی ہے ؟ اس بارے میں آپ کی رائے کیا ہے ؟ اس پر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ

؎۱ مستدرك حاكم ۴۷۲۲ بحواله نساء فى ظل رسول الله ص ۳۳۴

''عورت کی سب سے اچھی صفت یہ ہے کہ وہ نہ تو خود غیر مردوں کو دیکھے اور نہ اُس پر کسی غیر مرد کی نظر پڑے۔''

یہ بات حضرت علی کرم اللہ وجہہ' نے نبی اکرم ﷺ سے جا کر نقل کر دی تو آپ نے اس کی تصدیق کی اور فرمایا فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِّنِّيْ یعنی فاطمہ تو میرے بدن کا ٹکڑا ہے (یعنی انہوں نے جو کہا وہ گویا شریعت کی عین ترجمانی ہے)۔

گھر کے کام کاج کے بارے میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا طرزِ عمل :

نبی اکرم ﷺ نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے رُخصتی کے وقت گھریلو ضرورت کی چند اشیاء (چمڑے کا بستر، مشکیزہ، مٹکے اور چکی) کا انتظام فرما دیا تھا، چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے ہاتھ سے چکی سے آٹا پیستی تھیں، آٹا گوندھتی تھیں اور روٹی پکاتی تھیں اور گھر کا دیگر کام کاج بھی خود ہی انجام دیتی تھیں جس سے ہاتھ میں گٹے پڑ گئے تھے، ایک موقع پر آپ کی طرف سے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں خادم عطا فرمانے کی درخواست کی گئی تو نبی اکرم ﷺ نے خادم دینے کے بجائے اپنی چہیتی بیٹی کو تسبیح و تحمید کی تلقین کی جس کو ''تسبیح فاطمی'' کہا جاتا ہے۔

سیّدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو اہلِ بیت میں نبی اکرم ﷺ کی سب سے زیادہ چہیتی تھیں میرے نکاح میں تھیں، چکی سے آٹا پیسنے سے ان کے ہاتھوں میں نشان پڑ گئے تھے اور مشکیزہ سے پانی نکالنے سے ان کے سینے پر گٹے پڑ گئے تھے اور گھر کی صفائی ستھرائی کی وجہ سے کپڑے گرد آلود اور مٹیالے ہو گئے تھے اور چولہے پر کھانا پکانے کی وجہ سے کپڑے عیب دار ہو گئے تھے، الغرض آپ پر گھریلو کاموں کا بڑا بوجھ تھا۔ ایک مرتبہ ہمیں پتہ چلا کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس کچھ غلام باندیاں آئی ہیں تو میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آمادہ کیا کہ وہ پیغمبر علیہ السلام کے پاس جا کر اپنے لیے کسی خادم کی درخواست کریں جو اِن کے کام کاج میں معاون بن سکے، چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اِسی غرض سے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں

---

۱ معارف القرآن ج ۷ ص ۲۱۶ ، حیاء اور پاکدامنی ص ۹۵

حاضر ہوئیں مگر وہاں کچھ حضرات اور بیٹھے تھے اس لیے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شرما کر واپس آگئیں، پیغمبر علیہ السلام کو جب معلوم ہوا کہ آپ آئی تھیں اور واپس چلی گئیں تو خود شام کو حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لائے جبکہ دونوں (حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ) لحاف اوڑھ کر لیٹ چکے تھے، نبی ٔ اکرم ﷺ حضرت فاطمہؓ کے سرہانے آکر تشریف فرما ہوگئے، حضرت فاطمہؓ نے مارے شرم کے اپنا چہرہ لحاف میں چھپالیا، پھر پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ ''تم ہمارے گھر کس ضرورت سے آئی تھیں''؟ دومرتبہ پوچھنے کے بعد بھی حضرت فاطمہؓ نے جواب نہ دیا تو میں نے (یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ) نے عرض کیا کہ حضرت ! میں بتاتا ہوں، بات یہ ہے کہ چکی پیسنے سے، مشکیزہ سے پانی لینے سے ان کے بدن پر نشان پڑ گئے ہیں اور گھر کی صفائی ستھرائی اور چولہا جلانے سے کپڑے خراب ہوگئے ہیں، ہمیں پتہ چلا تھا کہ آپ کے پاس کچھ خادم آئے ہوئے ہیں تو میں نے ہی انہیں آمادہ کیا تھا کہ وہ آپ کے پاس جاکر خادم کی درخواست کریں اس لیے یہ آپ کے پاس گئی تھیں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تمہاری درخواست سے بہتر بات کی طرف رہنمائی نہ کروں ؟ وہ یہ ہے کہ جب تم سونے کے لیے بستر پر لیٹو تو ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہ ، ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور ۳۴ مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرْ پڑھ لیا کرو، یہ تمہارے لیے خادم سے بہتر ہوگا۔ (ابوداؤد شریف رقم الحدیث ۵۰۶۲، ۵۰۶۳)

اور ایک روایت میں ہے کہ پیغمبر علیہ الصلٰوۃ والسلام نے خادم مانگنے پر فرمایا کہ ''قسم بخدا یہ نہیں ہوسکتا کہ میں تمہیں خادم دے دوں اور صفہ میں مقیم فقراء صحابہ بھوکے پڑے رہیں، میں اِن غلاموں کو فروخت کر کے اِن کی قیمت اہلِ صفہ پر خرچ کروں گا'' پھر آپ نے تسبیحات پڑھنے کا حکم دیا جیسا کہ اُوپر گزرا۔ (نساء فی ظل رسول اللہ ص ۳۲۷)

دیکھئے ! یہ کردار اور عمل ہے اُس ذاتِ عالی کا جو سیّد الاولین والآخرین حضرت محمد ﷺ کی سب سے چہیتی بیٹی ہیں اور جن کو دنیا ہی میں ''خاتونِ جنت'' ہونے کی بشارت ملی ہے، دوسری طرف آج کی ماڈرن خواتین کا حال ہے جن کی دلچسپیاں گھریلو کام کاج کے بجائے گھر کے باہر کے کاموں میں زیادہ بڑھتی جارہی ہیں، بالخصوص اسکول اور کالج میں پڑھنے والیوں کی تو باقاعدہ یہ ذہن سازی

کی جاتی ہے کہ ان کا دائرۂ عمل ان کا گھر نہیں بلکہ ساری خارجی دنیا ہے، کھیل کے میدان میں آگے بڑھیں، ڈانس، گانا بجا (جن کو فنونِ لطیفہ کا خوبصورت نام دے دیا گیا ہے) سیکھ کر بدکاروں کو سامان عیش فراہم کریں اور زندگی کے ہر شعبہ میں مردوں کے شانہ بشانہ کھڑی ہوں، انہیں نہ تو شوہروں کی اطاعت کا خیال ہو اور نہ بچوں کی تربیت کا احساس ہو تاکہ دنیا سے خاندانی معاشرتی نظام مٹا دیا جائے اور جس طرح مغربی عورتیں بدکاریوں کے دلدل میں پھنسی ہوئی ہیں اسی طرح یہ گندگی کا ماحول پورے عالَم میں پھیلا دیا جائے، آج اسی بے حجابی بلکہ بیہودگی کو عزت کا معیار بنا لیا گیا اور پردہ اور حجاب کو دقیانوسیت اور قدامت پرستی کا نام دیا جانے لگا۔ تو دنیا والے کچھ کیا کریں اور کچھ سمجھا کریں، ایک مسلمان عورت کو یہ سمجھنا ضروری ہے کہ عزت و عافیت اس جھوٹی آزادی سے ہرگز حاصل نہ ہوگی بلکہ مسلمان عورت کو عزت ان ہی اخلاق و کردار پاکیزگی اور پاکدامنی سے ملے گی جنہیں اپنا کر سیّدہ فاطمہؓ کو عزت ملی، ازواجِ مطہرات کو عظمت کا مقام ملا اور حضرات صحابیاتؓ کا نام دنیا اور آخرت میں روشن ہوا صرف یہی پاکیزہ کردار عورت کی عزت کا سبب ہے اِس کے علاوہ کسی راستہ میں عورت کو نہ عزت ملی ہے اور نہ مل سکتی ہے۔

آخری درجہ کی پاکبازی :

خاتونِ جنت جگر گوشۂ رسول حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عفت مآبی اور پاکبازی کا کچھ اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب آپ مرض الوفات میں تھیں اور زندگی سے بالکل مایوس ہو چکی تھیں تو آپ نے اپنی تیمار دار حضرت اسماء بنت عمیسؓ سے نہایت حسرت بھرے انداز میں فرمایا کہ ''جب میرا انتقال ہو جائے گا تو میری لاش کھلے طور پر چار پائی پر رکھ کر لے جائی جائے گی (اور اجنبی مردوں کی نظریں میرے کفن پر پڑیں گی) اسے سوچ سوچ کر مجھے شرم آرہی ہے''۔ یہ سن کر حضرت اسماءؓ نے فرمایا کہ میں آپ کو ایسا جنازہ بنا کر دکھاتی ہوں جو حبشہ کے علاقہ میں عورتوں کے لیے بنایا جاتا ہے تو حضرت فاطمہؓ نے فرمایا کہ دکھلاؤ چنانچہ حضرت اسماءؓ نے چند تازہ ٹہنیاں منگوائیں اور ان سے ڈنڈیاں نکال کر انہیں چار پائی کے اُوپر اس طرح فٹ کر دیا کہ اُوپر سے چادر ڈالنے پر اندر کے جسم کا پتہ

نہ چل سکے، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس طرح کے جنازہ کے انداز کو دیکھ کر اطمینان کا سانس لیا اور مسکرا کر اپنی خوشی کا اظہار کیا حالانکہ آپ کو پیغمبر علیہ السلام کی وفات کے بعد کبھی مسکراتے نہیں دیکھا گیا تھا، چنانچہ حضرت فاطمہؓ کی وفات پر اِسی انداز کا جنازہ بنایا گیا اور رات ہی میں آپ کی تدفین کردی گئی۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا وَاَرْضَاھَا۔ (نساء فی ظل رسول اللہ ﷺ ص ۳۴۸-۳۴۹)

یہ ہے عفت مآبی ! کہ وفات کے بعد بھی اجنبیوں کی نظر پڑنے کے تصور سے شرم آرہی ہے، دوسری طرف آج کی بے حیا عورتوں کا حال ہے کہ انہیں زندگی میں بھی بے پردگی اور عریانیت پر شرم نہیں آتی اور بس نہیں چلتا کہ بدن کو لباس کی قید سے بالکل آزاد کردیں اور اسی آزادروی کو آج معیارِ ترقی سمجھ لیا گیا ہے حالانکہ یہ بے لباسی عورت کے لیے عزت نہیں بلکہ اِس کی بدترین توہین ہے مگر دنیا کی چمک دمک اور شاطر دماغ بدکاروں کی پلاننگ نے ایسا ماحول بنادیا ہے کہ نادان عورت اپنی توہین ہی کو عزت سمجھ بیٹھی ہے اور پردہ جو اِس کے تحفظ کی فطری ضمانت ہے اس کو اپنے لیے بوجھ سمجھ رہی ہے

شرم سے ڈوب مرنے کا مقام :

چند روز قبل احقر ٹرین کے ذریعہ دہلی سے مرادآباد آرہا تھا، قریب کی سیٹ پر ایک غیر مسلم نوجوان بیٹھا تھا اُس نے دورانِ گفتگو ایک مسلم ٹینس کھلاڑی دوشیزہ (جس کا نام لینا بھی شریفوں کے لیے باعثِ شرم ہے) کا ذکر چھیڑ دیا کہ اِس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے ؟ میں نے کہا کہ اگر آپ کے گھر کی خاتون اِس طرح نیم برہنہ ہوکر لوگوں کے سامنے آئے تو آپ کو کیسا لگے گا ؟ اُس نے کہا کہ ہمیں یقیناً برا لگے گا، میں نے کہا کہ اسلام بھی یہی کہتا ہے کہ کسی بھی عورت کے لیے اس طرح کی بے حیائی جائز نہیں ہے، یہ سن کر اُس نے پاکستان کی ایک معروف اور بدنام زمانہ فلم ایکٹرس کا نام لیا اور طنز کرتے ہوئے بولا کہ آپ اسلام کا نام لیتے ہیں اور مذکورہ پاکستانی ایکٹرس نے ہندوستانی فلم میں آکر ایسے بولڈ مناظر دکھائے کہ عریانیت کے سب ریکارڈ توڑ ڈالے، میں نے کہا کہ برائی تو بہرحال برائی ہے ہندوستانی، پاکستانی یا دنیا کے کسی اور ملک کے باشندہ سے جو غلطی صادر ہوگی اُسے بہرحال غلط کہا جائے گا اور پھر پاکستان کوئی اسلام کا نمائندہ ملک نہیں ہے کہ وہاں کی کسی بدعمل اور بدکار

ایکٹرس کے عمل کو اسلام کی طرف منسوب کیا جائے اور بے حیا مرد و عورت جیسے ہندوستان میں ہیں ویسے ہی پاکستان میں پائے جاتے ہیں مگر اسلام ایسے ہر عمل کے خلاف ہے اور اس کی سخت مذمت کرتا ہے۔

میں نے جواب دے کر اسے خاموش تو کر دیا لیکن واقعہ یہ ہے کہ اِن بے غیرت اور بے حیا عورتوں نے اسلام کی عظمت پر دھبہ لگا دیا ہے اور اسلام کی پاکیزہ تعلیمات کو غیروں کی نظر میں دھندلا کر دیا ہے، بلا شبہ یہ فلمی ایکٹرس اور کھیل کے میدان میں اُچھل کود کرنے والی خواتین اس حدیث کا عین مصداق ہیں جس میں پیغمبر علیہ الصلٰوۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ ''ایسی عورتیں اُمت میں پیدا ہو جائیں گی جو لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی اور جو خود اجنبی مردوں کی طرف مائل ہونے والی اور انہیں اپنی طرف رجھانے والیاں ہوں گی، ایسی عورتیں جنت میں جانا تو درکنار اُس کی خوشبو تک سے بھی محروم رہیں گی حالانکہ اُس کی خوشبو لمبی مسافت سے آنے لگتی ہے۔ (مسلم شریف ج ۲ ص ۲۰۵)

ہماری خواتین کے لیے سوچنے کا مقام ہے کہ وہ کس کی ڈگر پر چل رہی ہیں ؟ فیشن ایبل اور ماڈرن بے غیرت عورتوں کے طریقہ پر جو جہنم تک پہنچانے والی ہیں یا وہ اُن مقدس خواتین کا راستہ اپنا رہی ہیں جن کے کردار کو اپنانا بجائے خود جنت میں جانے کی ضمانت ہے ؟ اگر ہمارے اندر دین وایمان کی رمق باقی ہے تو ہمیں یقیناً حیا باختہ عورتوں کے بجائے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن اور صحابیات رضی اللہ عنہن کو اپنا مثالی نمونہ اور آئیڈیل بنانا چاہیے اور عفت وعصمت اور تقویٰ وطہارت والی زندگی گزارنی چاہیے بالخصوص بچیوں کی ذہن سازی اس انداز میں کرنی چاہیے کہ اُن میں فیشن اور آرائش وزیبائش کے مقابلہ میں اُخروی کامیابی کے حصول کا جذبہ پیدا ہو اور عفت وعصمت کی اہمیت اُن کے دل ودماغ میں راسخ ہو جائے۔

گھر کی عورتوں کی بے حیائی پر خاموش رہنے والے ملعون ہیں :

نبی ٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین طرح کے لوگ جنت میں نہیں جائیں گے :

(۱) وہ مرد جو عورتوں کے مشابہ لباس استعمال کریں (۲) وہ عورتیں جو مردوں جیسا لباس اختیار کریں (۳) اور دیوث شخص (یعنی جو اپنے گھر والوں کی بے حیائی دیکھ کر خاموش رہے)۔[۱]

---

[۱] شعب الایمان ج ۷ ص ۱۶۷

افسوس ہے کہ آج بچیوں، بیویوں اور بہنوں کی حیا باختگی پر صرف خاموشی ہی نہیں ہوتی بلکہ اس برہنگی کو نعوذ باللہ قابلِ فخر سمجھا جاتا ہے مثلاً اسی مذکورہ ٹینس اسٹار کو کھیل کے میدان میں جب کامیابیاں ملنی شروع ہوئیں تو اُس کے ماں باپ نے پریس کے سامنے کھل کر بیٹی کی ''کامیابی'' پر بے حد خوشی کا اظہار کیا تو شریعت میں ایسے ماں باپ جو اپنی بیٹی کی عریانیت پر راضی ہوں وہ لائقِ عزت نہیں بلکہ ''دیوث'' کہلائے جانے کے لائق ہیں جن پر احادیثِ شریفہ میں لعنت کے الفاظ وارد ہوئے ہیں، یہ خوشی کا نہیں بلکہ ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ مسلمان ماں باپ کی سرپرستی میں بچیاں ننگے پن کا مظاہرہ کریں اور ماں باپ اِس پر ناگواری کے اظہار کے بجائے انہیں برملا شاباشیاں دیں، یہ اسلام کا طریقہ نہیں بلکہ شیطنت کے پرستاروں کا طریقہ ہے جس سے بہرحال بچنا ضروری ہے۔ بے شک بچیوں کو تعلیم دلانے اور انہیں ہنر مند بنانے کی ضرورت ہے لیکن اگر انہیں ایسی تعلیم و تربیت دی جائے جس سے اُن کی نسوانیت اور عفت و عصمت داغدار ہو جائے تو یہ تعلیم نہیں بلکہ پرلے درجہ کی جہالت ہے کوئی بھی صحیح الفطرت انسان کسی بھی حال میں اس عریانیت اور حیا باختگی کی تائید نہیں کر سکتا، اس لیے ہماری ماؤں اور بہنوں کو ہمیشہ خاتونِ جنت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کردار پیش نظر رکھنا چاہیے اور ان ہی کی نقل اُتارنے کی کوشش کرنی چاہیے، اسی میں ان کے لیے عزت ہے اور اسی میں انہیں اُخروی نجات کی ضمانت مل سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کی بے حیائی اور اُس کے اسباب سے نفرت کرنے کی توفیق مرحمت فرمائیں، آمین۔ (ماہنامہ ندائے شاہی انڈیا، نومبر ٢٠٠٥ء)

❁ ❁ ❁

مخیّر حضرات سے اَپیل

جامعہ مدنیہ جدید میں بحمد اللہ چار منزلہ دارُالاقامہ (ہوسٹل) کی تعمیر شروع ہو چکی ہے پہلی منزل پر ڈھائی کروڑ روپے کی لاگت کا تخمینہ ہے، مخیّر حضرات کو اِس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی دعوت دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (اِدارہ)

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ

کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانئ جامعہ حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلبِ سڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی، اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اور اپنے عزیز واَقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

سیّد محمود میاں "جامعہ مدنیہ جدید" محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35399051 - 42 - 92+ 35399052 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اکاؤنٹ نمبر (0-7915-100-020-0954)MCB کریم پارک برانچ لاہور

مسجد حامد کا اکاؤنٹ نمبر (1-1046-100-040-0954)MCB کریم پارک برانچ لاہور

انوار مدینہ کا اکاؤنٹ نمبر (2-7914-100-020-0954)MCB کریم پارک برانچ لاہور

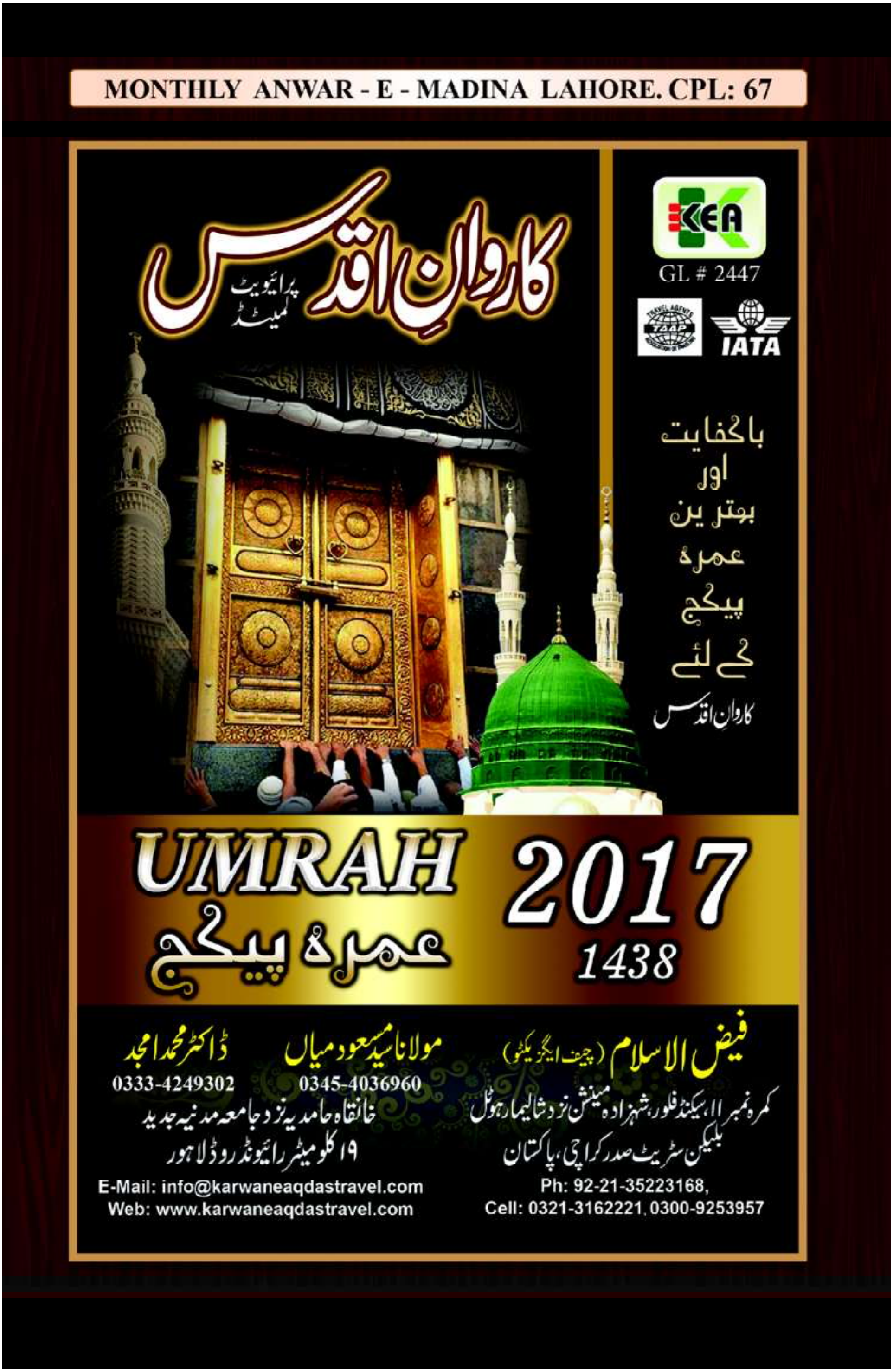
MONTHLY ANWAR - E - MADINA LAHORE. CPL: 67
کاروانِ اقدس
پرائیویٹ لمیٹڈ
GL # 2447
IATA
باکفایت
اور
بہترین
عمرہ
پیکج
کے لئے
کاروانِ اقدس
UMRAH 2017
عمرہ پیکج
1438
فیض الاسلام (چیف ایگزیکٹو)
کمرہ نمبر ۱۱، سیکنڈ فلور، شہزادہ مینشن نزد شالیمار ہوٹل
بلیکن سٹریٹ صدر کراچی، پاکستان
Ph: 92-21-35223168,
Cell: 0321-3162221, 0300-9253957
مولانا سید مسعود میاں
0345-4036960
ڈاکٹر محمد امجد
0333-4249302
خانقاہ حامدیہ نزد جامعہ مدنیہ جدید
۱۹ کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور
E-Mail: info@karwaneaqdastravel.com
Web: www.karwaneaqdastravel.com